Regd No P. 67

رجسٹرڈ نمبر پی ۶۷

اخبار احمدیہ

ربوہ - ۲ فروری - سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق الفضل مورخہ ۶۳/۲/۳ میں شائع شدہ اطلاع مظہر ہے کہ

"کل دوپہر سے شام تک حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کو بے چینی کی تکلیف زیادہ رہی - رات نیند آ گئی - اس وقت طبیعت اچھی ہے"

احباب کرام خاص توجہ اور التزام کے ساتھ دعائیں کرتے رہیں کہ مولیٰ کریم اپنے فضل و کرم سے حضور انور کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین۔ ثم آمین

قادیان - ۵ فروری محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب بفضلہ تعالیٰ مع اہل و عیال خیریت سے ہیں - الحمدللہ

قادیان - ۳۱ جنوری - ہمارے سویڈش نو احمدی بھائی مسٹر سیف الاسلام محمود آج ۵ بجے شام کی ٹرین سے یہاں تشریف لائے - اسٹیشن پر مکرم شیخ عبدالحمید صاحب عاجز کی قیادت میں بہت سے احباب نے آپ کو اھلاً و سھلاً و مرحباً کہا - چوک مسجد مبارک میں حضرت امیر صاحب و محترم صاحبزادہ صاحب نے تمام درویشوں سمیت آپ کو خوش آمدید

امام مسجد لندن کا مکتوب پوپ اعظم کے نام

یہ مکتوب روم میں منعقد ہونے والی "ویٹیکن کونسل" کے سلسلہ میں مکرم آر کے چوہدری (امام احمدیہ مسجد فضل لنڈن) کی جانب سے پوپ اعظم کو تحریر کیا گیا ہے جو اس مجلس کی صدارت فرما رہے ہیں - اصل مکتوب انگریزی زبان میں ہے جس کو اخبار "دی گائیڈنس" سالٹ پانڈ (غانا) نے اپنی جنوری ۱۹۶۳ء کی اشاعت میں شائع کیا ہے - قارئین جیسا کہ روحانی افادہ کے پیش نظر اس کا اردو ترجمہ شائع کیا جا رہا ہے

مترجم :- خاکسار منظور احمد موز ایم اے قادیان

یور ہولی نس !

۱- میں امام مسجد لنڈن آنمحترم کو ایک پمفلٹ بعنوان "مسیح موعود" ارسال کرنے کی جرأت کر رہا ہوں - یہ کتابچہ خصوصاً ویٹیکن کونسل کے اس تاریخی اجتماع کے لئے تحریر کیا گیا ہے جب اکناف عالم سے تقریباً تین ہزار پادری روم میں جمع ہو رہے ہیں۔

۲- یقیناً آپ کے ۱۱ ستمبر کے نشریہ پیغام کے یہ الفاظ پر حقیقت ہیں کہ

"دنیا کو ایک مسیح کی ضرورت ہے"

۳- ولیکن اے ذی فہم رہنما ——— ! باخبر باش ——— ! کہ مسیح آ چکا ہے اور یہ کس قدر افسوسناک بات ہے کہ اس کی قوم نے اسے نہیں پہچانا - !!

۴ - وہ لوگ غلطی خوردہ ہیں جو اپنی آنکھیں آسمان پر مرکوز کئے ہوتے ہیں اور وہ اس (مسیح) کو بادلوں کے درمیان سے زمین پر نازل ہوتے ہوئے دیکھنے کے متمنی ہیں ——— کیونکہ وہ اسے اس طریق پر نازل ہوتے کبھی نہیں دیکھیں گے -

۵ - کیا یہی غلطی یہود سے سرزد نہیں ہوئی تھی، جب وہ مسیحؑ سے پیشتر الیاسؑ نبی کی آمد کے متوقع تھے - ؟

۶ - حواریوں نے جب مسیحؑ سے دریافت کیا کہ "نوشتے پھر کیوں مُصر ہیں کہ الیاسؑ نبی پہلے آئے گا" تو کیا مسیحؑ نے یہ جواب نہیں دیا تھا کہ "بیشک الیاسؑ نبی پہلے آئے گا اور تمام اشیاء بہم پہنچائے گا ——— مگر میں تم سے کہتا ہوں کہ الیاسؑ نبی پیشتر آ چکا لیکن انہوں (یہودیوں) نے اسے شناخت نہیں کیا" ؟!

۷- مسیحؑ کے اس فیصلہ کے مطابق یوحنا، الیاسؑ نبی کی خو و بو کے ساتھ ظاہر ہو چکا تھا بعینہٖ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی "مسیح کی خو و بو" میں نازل ہوئے۔

۸ - اے مبارک پوپ ! یہ خدا کی تقدیر ہے اور ہمیں رضا بالقضا کے مصداق ہونا چاہیئے - اور اگر ہم سر تسلیم خم نہیں کرتے تو اس خود کردہ غلطی کا ازالہ نا ممکن ہے۔

۹- یہود نے مسیح اول کی بعثت کا منکر ہو کر کیا پایا جو آپ لوگ مسیح ثانی کے منکر ہو کر حاصل کر لیں گے ؟

۱۰- حضرت مسیحؑ کی مانند حضرت احمدؑ نے بھی اپنے دور میں شدید مخالفت کا سامنا کیا ——— آپؑ کو عدالتوں میں کھینچا گیا ——— عیسائی پادری آپؑ کو مسیح اول کی مانند دار پر دیکھنے کے متمنی تھے ——— لیکن خدا نے آپؑ کو بچایا - اگست ۱۸۹۷ء میں ایک عیسائی منّاد مارٹن کلارک تو آپ کا پروانہ گرفتاری حاصل کرنے میں کامیاب بھی ہو گیا ——— یہ مقدمہ مسیح اول کے مقدمہ سے مطابقت رکھتا تھا ——— اس مقدمہ کی سماعت کیپٹن ایم ڈبلیو ڈگلس کی عدالت میں ہوئی - یہ وہی ڈگلس تھا جو اپنے آخری دور میں جزیرۃ انڈیمان میں کمشنر کے منصب پر متمکن ہوا - اس وقت اس کی وہی حیثیت تھی جو پیلاطوس، مسیح اول کے دور میں رکھتا تھا۔

اس نے اس مقدمہ کو سنا، اور باوجود شدید مخالفت کے حقیقت اس پر منکشف ہو گئی اور اس نے ان تمام الزامات کو باطل اور آپؑ کو معصوم قرار دیتے ہوئے باعزت بری کر دیا۔

۱۱ - لائق پوپ ——— ! ہم پیروانِ مسیح ثانی کو ——— اپنی صدارت میں ——— اس موضوع پر خطاب کرنے کا موقع دیجیئے کہ

مسیح اول کی بعثتِ ثانی کی پیشگوئی حضرت احمدؑ کی ذات میں پوری ہو چکی

نیز حاضرین جلسہ اپنے شکوک رفع کرنے کے لئے ہم سے سوالات کرنے کے مجاز ہوں گے

۱۲- ہم مریدانِ مسیح موعودؑ اس کے لئے بھی تیار ہیں کہ یہ مکالمہ دوستانہ فضا میں تکمیل پاتے

۱۳ - اس مسئلہ کو سرسری طور پر ملاحظہ نہ کیا جائے کیونکہ اسی پر دنیا کے تحفظ و نجات کا مدار ہے

۱۴- ہماری تحریکات کا موجودہ مرکز ربوہ (پاکستان) ہے - اگر آپ رضامند ہوں تو اس مکالمہ کے شرائط و ضوابط وہاں سے طے ہو جائیں گے۔

۱۵- اے صاحبِ ادراک پوپ ——— ! ہماری اس منکسرانہ پیشکش کو قابلِ اعتناء گردانتے ہوئے ہمیں اپنے فیصلہ سے آگاہ فرمائیے ——— متی کی انجیل کی چوبیسویں اور پچیسویں آیات کو بغور ملاحظہ فرمائیے ——— اور اپنے خداوند کو قبول فرمائیے اور اس کو خاطر میں نہ لائیے جو کہتا ہے کہ

"خداوند نے اپنی آمد میں تاخیر کی ہے"

۱۶ - بالآخر ہم قادر مطلق خدا سے عاجزانہ دعا کرتے ہیں کہ وہ آپ پر اور تمام عیسائی اقوام پر اپنی رحمت نازل فرمائے اور آپ کے ذہنوں کو روشن فرمائے۔ تاکہ آپ اس حقیقت کو سمجھیں اور جرأت عطا فرمائے کہ آپ اسے قبول کر سکیں - آمین۔

اور ہمارے آخری الفاظ یہ ہیں کہ

تمام حمد و ثنا اسی اللہ کے لئے ہے جو رب العالمین ہے

خلوص کار آر کے چوہدری (امام مسجد لنڈن)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی صحت کے متعلق اطلاع

ربوہ - ۲ فروری - حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی صحت کے متعلق اطلاع مظہر ہے کہ

"طبیعت تاحال پہلے جیسی ہی ہے رات بے چینی اور بے خوابی میں گذرتی ہے"

احباب حضرت میاں صاحب کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعائیں متواتر کرتے رہیں۔

دعائیہ اشعار

از حضرت قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل - ربوہ

کل رات حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کو بہت بے چینی رہی - پیغام ملنے پر خاکسار ... سحری کے وقت شرف و ثواب حاصل کیا مندرجہ ذیل اشعار زبان پر جاری رہے ——— نیاز مند اکمل

بشیر احمد کو یارب صحتِ عاجل عطا کر دے
درستی ہو دماغ و دل میں اور اعصاب میں چستی
یہ بے چینی بدل جائے سکون و آرام و راحت سے
جگا دو سونے والوں کو ہنسا دو رونے والوں کو

اور اپنے فضل سے ابواب رحمت ان پہ وا کر دے
غرض ہر طرح سے اے شافی اکمل شفا کر دے
شگفتہ ہر گل گلزار احمد مجتبےٰ کر دے
جزائے خیر دے تخم صداقت بونے والوں کو

ملک صلاح الدین ایم اے پرنٹر و پبلشر نے ... آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا

پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان مورخہ ۷ر فروری ۱۹۶۳ء

اب انہیں ڈھونڈ چراغِ رُخِ زیبا لے کر!

تاریخ احمدیت کے ایک درخشندہ باب کا قابلِ صد رشک عنوان بن کر وہ عظیم المرتبت انسان ۲۷ر دسمبر ۱۹۶۲ء کو بہشتی مقبرہ کی مقدس سرزمین میں سما گیا جسے دنیائے احمدیت حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین کے نام سے جانتی تھی، جانتی ہے اور جانتی رہے گی۔ کاروانِ احمدیت الہٰی نوشتوں کے مطابق منزل بہ منزل بڑھتا رہے گا۔ قومیں اور نسلیں احمدیت کے دامن سے وابستہ ہوتی چلی جائیں گی۔ بڑے بڑے تاجر اور کروڑ پتی سیٹھ احمدیت کی خدمت اور غلامی کا دم بھرنے والے پیدا ہوتے رہیں گے لیکن وہ حیرت انگیز قربانی اور بے مثال خدمت جو اس جیالے مومن نے کی وہ ایک لاثانی شاہکار بن کر آسمانِ احمدیت پر ہمیشہ تابان رہے گی۔ مورخینِ احمدیت اس باب کو مرتب کرتے وقت انگشت بدنداں، عالمِ امکان کو اپنے تصور میں لا ئیں گے۔ اور ایک دوسرے سے پوچھ کر یہ عقدہ حل کرنے کی کوشش کریں گے کہ متواتر چھیالیس سال تک تعلیمِ احمدیت کے روحانی خزائن لٹانے والا یہ کوئی فرد واحد تھا یا ادارہ —!؟ عالمِ امکان اس کا جواب نفی میں دے گا اور حقیقت پکارے گی کہ —— "میں یہاں موجود ہوں" —— اور اگر تصدیق چاہتے ہو تو ایشیا، افریقہ، یورپ اور امریکہ کے پرانے احمدی خاندانوں کی لائبریریاں دیکھ لو۔ ان میں ہر ایک میں کوئی نہ کوئی کتاب موجود ہوگی جو شہادت دے گی کہ میں —— "کارڈ آنے پر مفت بھجوائی گئی تھی" —!

کہاں پیدا ہوتے ہیں روز روز ایسے لوگ، جو اپنی مادی فرزانگی کو روحانی دیوانگی کی قربانگاہ میں سپردار الٹا کر زندگی بھر روحانی مسرتوں کے گہوارے میں سانس لیں —! وہ ایک دیوانہ تھا اور ان دو مطلوبہ دیوانوں میں سے ایک تھا جن کی تلاش میں خلافتِ ثانیہ کے سالار نے فرمایا تھا ؎

عاقل کا یہاں پر کام نہیں وہ لاکھوں بھی بے فائدہ ہیں
مقصود مرا پورا ہو اگر مل جائیں مجھے دیوانے دو

اور حقیقت یہی ہے کہ تاریخِ عالم نے آج تک جن بڑے بڑے انقلابات کو ترتیب دیا ہے وہ صرف دیوانوں کے ذریعہ ہی رونما ہوتے ہیں ورنہ فرزانگی تو اندیشہ ہائے سود و زیاں کے سلاسل سے ہی آزاد نہیں ہو پاتی۔ یہی وجہ ہے کہ انبیاء و مرسلین جنہوں نے دریاؤں کے تیز دھاروں کے رُخ موڑ دیتے اپنے اپنے وقت میں ساحر اور مجنون کے ناموں سے یاد کئے جاتے رہے۔ یہ اس لئے کہ انہوں نے جو انقلابات برپا کئے وہ عقلِ انسانی کی گرفت میں نہ آتے تھے۔

حضرت سیٹھ صاحبؓ ۱۹۱۵ء میں خلافتِ ثانیہ کے ابتدائی ایام میں احمدیت میں داخل ہوئے اور اپنی آخری سانس تک عہدِ بیعت کو اس طرح نبھایا جیسا کہ اس کا حق تھا۔ ایک مستقل لگن اور مسلسل دھن کے ساتھ آپ نے احمدیت کی خدمت یوں کی کہ انّ صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للّٰہ رب العالمین ان پر صادق آیا۔ اسی دوران میں آپ کو بعض دفعہ مالی ابتلاء بھی پیش آیا مگر وہ ابتلا تبلیغ و اشاعت کے کام میں رخنہ نہ ڈال سکا۔

بڑی لطیف بات ہے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ساری ساری رات نوافل میں قیام فرماتے تھے تو ارشادِ الٰہی ہوا قم اللیل الا قلیلا — یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے محبت کا ایک اظہار تھا۔ اس لئے کہ حضور صلعم اس قدر قائم اللیل تھے کہ آپ کے پاؤں مبارک متورم ہو جاتے تھے —— حضرت سیٹھ صاحبؓ پر شدید مالی ابتلاء آیا مگر چندوں کی رفتار وہی رہی۔ حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ تعالیٰ کو علم ہوا تو آپ کو تحریر فرمایا کہ

"ایک دوست نے لکھا ہے کہ آپ کی مالی حالت بہت کمزور ہوتی جا رہی ہے آپ بہت زیادہ چندہ دیتے رہے ہیں۔ فی الحال آپ بقایوں اور اگلا چندہ دینے کا خیال چھوڑ دیں تو یہ بات پسندیدہ ہوگی۔"

یہ کتنا بڑا سرٹیفیکیٹ ہے جو آپ کو ملا۔ اور یقیناً یہ اپنی قسم کا واحد سرٹیفیکیٹ ہے جو خلافتِ ثانیہ کی بارگاہ سے جاری ہوا —!!

حضرت سیٹھ صاحبؓ نے قربانی کے ہر میدان میں نہایت قابلِ رشک نمونہ پیش فرمایا۔ یہی وجہ ہے کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ جو فرمایا ہے کہ مجھے چالیس مومن مل جائیں تو میں ساری دنیا پر اسلام غالب کر سکتا ہوں۔ ان چالیس مومنین میں کا ایک نمونہ سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب ہیں"

اس نوٹ میں حضرت سیٹھ صاحبؓ کی بے مثال قربانیوں کا جائزہ لینا مقصود نہیں اور نہ ہی ایسا کرنا ممکن ہے کیونکہ اس مردِ مجاہد کے سوانح کیلئے تو ایک مبسوط کتاب کی ضرورت ہے۔ یہاں تو جماعت کے ان احباب سے خطاب ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے مالی طور پر وسعت بخشی ہے کیونکہ حضرت سیٹھ صاحبؓ کی وفات سے قربانیوں کے میدان میں جو جگہ خالی ہوئی ہے اسے پر کرنا ان کا فرض ہے۔ اس وقت جب کہ ہماری جماعت اپنے ابتدائی دور میں سے گذر رہی ہے اور اس کی بنیادوں کی استواری کا کام جاری ہے ضروری ہے کہ معماروں اور مزدوروں کے تسلسل میں کوئی خلا اور انقطاع پیدا نہ ہو اور جس طرح حضرت سیٹھ صاحبؓ نے اپنی ساری قوتوں کو احمدیت کی ترقی و اشاعت پر لگا دیا تھا اور دیوانہ وار کام کر کے احمدیت کا لٹریچر دنیا کے کونے کونے میں پہنچا دیا تھا اب اور لوگ آگے آئیں اور ملک کے ہر حصہ میں ایسے ادارے قائم کریں جو اسی طرز اور اسی پیمانے پر اشاعتِ لٹریچر کا کام کریں۔

ہم سمجھتے ہیں کہ خدا کے فضل سے ہماری جماعت میں ایسے ذی استطاعت احباب کی کمی نہیں اور ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ ان میں اخلاص اور مرکز کے ساتھ گہری وابستگی بھی موجود ہے اور پھر وہ اشاعتِ اسلام کیلئے ایک تڑپ بھی اپنے دلوں میں رکھتے ہیں —— لیکن ہر کام کا ایک وقت ہوتا ہے۔ اور ہر جذبے کی بیداری کی ایک ساعت ہوتی ہے۔ شاید یہی مضراب درد کسی کے سازِ خلوص سے چھیڑ جائے اور اس کے تحت الشعور میں سوئے ہوئے جذبے بیدار ہو جائیں!۔

درحقیقت آج ہم قلمی جہاد کے دور میں سے گذر رہے ہیں۔ اور بفضلہٖ تعالیٰ سلطان القلم نے ہمیں علم کلام کے زبردست ہتھیار سے لیس کر دیا ہے۔ اور دلائل و براہین کے ہر میدان میں ہم عملاً ھل من مبارز کا نعرہ لگاتے ہوئے آگے بڑھتے جا رہے ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ہمارا میدانِ عمل بہت وسیع ہے۔ اور ہمیں کروڑوں افراد تک اس صداقت کو پہنچانا ہے جو اسلام کی نشأۃ ثانیہ کی ضامن ہے۔ اور یہ تبھی ہو سکتا ہے کہ جہاں کہیں ہماری بڑی بڑی جماعتیں قائم ہیں وہاں نشر و اشاعت کے ادارے قائم ہوں اور ہر ادارہ اپنی اپنی جگہ اتنا فعال اور منظم ہو کہ نہ صرف اندرون ملک میں بلکہ بیرونی ممالک میں بھی ترسیلِ لٹریچر کا کام کرے۔

اور یہ امر قطعاً مشکل نہیں۔ حضرت سیٹھ صاحب مرحوم کی مثال ہمارے سامنے ہے کہ آپ نے اکیلے اتنا بڑا کام سرانجام دیا کہ دنیا کے کونے کونے میں آپ کا لٹریچر پہنچا۔ اور ہزاروں گم گشتگانِ راہِ ہدایت نے راستی کی راہ پائی۔ بس دیر صرف عزم کی ہے۔ اور عزمِ صمیم کی حرارت جن لوگوں کے دلوں کی دھڑکنوں کو تیز کر دیتی ہے وہ وقت کی رفتار سے بھی کچھ آگے ہی چلتے ہیں اور یہی وہ لوگ ہوتے ہیں جو سود و زیاں کی حدود و قیود سے بے نیاز ہو کر ناممکنات کی دیواروں کو پھلانگ جاتے ہیں۔ اور پھر اس قسم کی سندِ خوشنودی پاتے ہیں:-

"احمدیت سے ان کا عشق بڑھتا گیا اور وہ بڑی سے بڑی قربانی اور ہر رنگ کی قربانی کرتے رہے ہیں تبلیغ میں اس حد تک انہیں جوش ہے کہ جیسا کہ قرآن کریم میں والنّٰزعٰت غرقاً والنّٰشطٰت نشطاً والسّٰبحٰت سبحاً فالمدبرٰت امرا ارشاد فرمایا گیا ہے یہ مقام ان کو حاصل ہے ...... اور پھر تبلیغی لٹریچر شائع کرانے کی ایسی دھن ہے کہ ان کی جدوجہد کو دیکھ کر شرم آجاتی ہے کہ قادیان میں اتنا عملہ ہونے کے باوجود اس دھن سے کام نہیں ہوتا جس سے وہ کرتے ہیں..... وہ اپنی ایک ایک کتاب کے ۱۵-۱۵ ، ۱۶-۱۶ ایڈیشن شائع کر چکے ہیں..... اگر چند اور ایسا ہی کام کرنے والے ہوتے تو اس وقت تک بہت بڑا کام ہو چکا ہوتا"

آج حضرت سیٹھ صاحبؓ کی روح اپنا جانشین تلاش کر رہی ہے۔ دربارِ خلافت میں ایسے ہی خوشنودی کے سرٹیفیکیٹ چشم براہ ہیں کہ کون خوش قسمت مستحق قرار پا کر ہماری طرف ہاتھ بڑھاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اذا الصحف نشرت کا زمانہ ہمیں دے دیا ہے۔ اور اسلام کی نشأۃ ثانیہ کی گرانبار ذمہ داری ہمارے سپرد کر دی ہے اور سلطان القلم نے قلم کی بے پناہ قوتیں ہمیں تفویض کر دی ہیں۔ یہ قوتیں صَرف ہونے کے لئے سیماب آسا بیتاب ہیں اور پرِ پرواز کی تلاش میں ہیں جو اس وقت بصورتِ زر امراء کی جیبوں میں ہے۔ اے کاش! زر سے بوجھل جیبوں کے پس پردہ دلوں میں خلوص کاری متحرک ہو اور جیبیں آنکھ ایمان سے کر سلطان القلم کا دستِ راست بننے کے لئے رَوا ہو جائیں —!!

(ش - ۱ - گ)

تاریخِ وفات حضرت قاضی محمد یوسف صاحب رضی اللہ عنہ

از حضرت قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل دارالہجرت ربوہ

مجتبیٰ اخی قاضی یوسف بمرد	بہ میدانِ اسلام او گوئے برد
پئے سالِ فوتش بدرے سفتہ ام	کہ شوقاً قرضی تخبہ گفتہ ام

۱۳۸۲ھ

اپنی روحانیت کو بڑھائیں اور اس مبارک مہینہ سے پورا پورا فائدہ اُٹھائیں

اسلام اور احمدیت کی ترقی و اشاعت کیلئے دعائیں کریں

خطبۂ جمعہ فرمودہ از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

اپریل ۱۹۲۵ء بمقام قادیان

سورۃ فاتحہ اور آیت صیام رمضان کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

رمضان کا مہینہ

اپنے اندر ایسے فوائد رکھتا ہے اور وہ ایسی برکات اپنے ہمراہ لے کر آتا ہے کہ ان برکتوں کے سمجھنے والے بہت بڑے فوائد حاصل کر سکتے ہیں۔ لیکن تمام کے تمام لوگ ایک جیسے ایک مرتبہ اور ایک ہی حیثیت کے نہیں ہوتے۔ کئی لوگ تو ایسے ہوتے ہیں جن کی حسیں بہت موٹی ہوتی ہیں اور وہ اپنے احساسات کے بہت کند اور موٹا ہونے کی وجہ سے چیزوں کی اہمیت اور ان کے

باریک در باریک اثرات

پوری طرح محسوس نہیں کر سکتے اور کئی لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کی حسیں بہت تیز ہوتی ہیں۔ اور وہ اپنی تیزیٔ حس کی وجہ سے باریک در باریک حرکات کے اثرات کو بھی محسوس کر لیتے ہیں۔ اس وجہ سے ہم تمام کے تمام انسانوں سے یہ امید نہیں رکھ سکتے کہ وہ ہر ایک چیز کے اثرات اور فوائد کو مساوی اور برابر محسوس کریں کیونکہ جب ان کی حسیں مختلف ہیں تو وہ چیزوں کے اثرات کو یکساں کس طرح محسوس اور معلوم کر سکتے ہیں۔ اور جب احساسات کا ایسا اختلاف ہے کہ بعض ایک چیز کے اثر کو اپنی حس کی تیزی کی وجہ سے محسوس کرتے ہیں اور بعض اپنے احساسات کے کند اور موٹے ہونے کے باعث مادی چیزوں کے اثرات کو بھی محسوس نہیں کر سکتے۔ یا کم محسوس کرتے ہیں تو پھر تمام انسانوں سے یہ امید کس طرح کی جا سکتی ہے کہ وہ عبادت کے اثرات کو بھی یکساں پوری طرح محسوس کریں۔ دنیا کی نہایت موٹی اور مادی چیزیں جن کے اثرات نہایت ظاہر اور نمایاں ہوتے ہیں ان کو محسوس اور معلوم کرنے کے متعلق جب ہم

بنی نوع انسان کے اختلافات

تفاوت اور مدارج کو دیکھیں تو حیرت آتی ہے مثلاً ایک آدمی ہمیں اس قسم کا نظر آتا ہے جو ایک برفانی علاقہ سے گذرتا ہے اور اس وقت گذرتا ہے جب برف پڑ رہی ہے۔ بارش برس رہی اور ہوا تیز چل رہی ہے۔ مگر وہ اس برف باری اور بارش اور ہوا کی تیزی میں بھی ایک دن میں سترہ سترہ بیس بیس میل سفر کرتا چلا جاتا ہے۔ وہ ان حالات میں کوئی تکلیف محسوس نہیں کرتا اور اگر اسے کچھ تکلیف محسوس ہوتی ہے تو وہ زیادہ سے زیادہ یہ کرتا ہے کہ برف کو کپڑوں اور ہاتھ پاؤں سے جھاڑ دیتا ہے اور پھر بڑی بے پروائی کے ساتھ چل پڑتا ہے پھر ہمیں ایک ایسا آدمی بھی نظر آتا ہے کہ وہ اس برف میں بغیر بوٹ کے نہیں چل سکتا۔ اس کے پاؤں میں ایسے بوٹ ہوں جو برف کی سردی سے بچا سکیں تب وہ اس برف میں سفر کر سکتا ہے۔ پھر ایک تیسرا آدمی ہمیں ایسا نظر آتا ہے کہ وہ بغیر موٹی جرابوں اور بوٹوں کے اس میں نہیں چل سکتا۔ پھر ایک اور آدمی ہمیں ایسا نظر آتا ہے کہ وہ اس سردی اور برفانی علاقے میں موٹی جرابوں اور بوٹوں کے ساتھ بھی نہیں چل سکتا۔ جب تک اس کے پاس کوئی گاڑی اور سواری کا انتظام نہ ہو۔ پھر اسی طرح ایسے لوگ بھی نظر آتے ہیں کہ جو شہر کی گلیوں کی ہوا کو بھی برداشت نہیں کر سکتے۔ پھر ایسے لوگ بھی نظر آتے ہیں کہ جو گھروں کے صحن میں نہیں بیٹھ سکتے۔ ان کو نہ گلیوں کی ہوا موافق آتی ہے نہ گھروں کے صحنوں کی ہوا کو وہ برداشت کر سکتے ہیں بلکہ وہ گھر کے کمرے میں آرام پاتے ہیں۔ پھر ایسے کمزور بھی ہوتے ہیں کہ جو کمرے میں بھی بغیر آگ کے نہیں بیٹھ سکتے۔ اور پھر ایسے بھی ہوتے ہیں جن کی حس اس قدر باریک ہوتی ہے کہ وہ آگ سے بھی آرام نہیں پاتے۔ ان کو گرم کپڑوں اور بستروں کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ مگر پھر بھی وہ گنٹھیا وغیرہ شدید امراض میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ کیا ان مختلف احساس والے انسانوں کے

اس اختلاف اور کھلے کھلے فرق کو دیکھ کر

کہ ایک شخص تو برف کی بھی کچھ پروا نہیں کرتا اور ایک بند کمرے میں آگ اور گرم کپڑوں اور بستر کی موجودگی میں بھی اس سردی سے دکھ پاتا ہے۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ ایک ہی علاقہ میں ان تمام قسم کے آدمیوں کے لئے الگ الگ سردیاں ہیں؟ نہیں سردی ایک ہی ہے فرق اگر ہے تو احساسات کا فرق ہے کہ ایک تو تیز ہوا اور سردی کی کچھ پروا نہیں کرتا اور اس کو کوئی تکلیف محسوس نہیں ہوتی مگر ایک اس سردی میں گرم کپڑوں اور آگ سے بھی آرام نہیں پاتا اسی طرح ایک وہ ہے جو سخت گرمی میں، جس وقت تیز لُو چل رہی ہو اور تمازتِ آفتاب سے بدن جھلسے جاتے ہوں ننگے پاؤں گاتا ہوا بلکہ سر پر بوجھ اٹھاتے ہوئے مزے کے ساتھ چلا جاتا ہے۔ مگر ایک وہ ہوتا ہے کہ گھر میں بیٹھا ہوتا ہے۔ کمرہ چھڑکاؤ وغیرہ کر کے سرد کیا ہوتا ہے۔ برف کا ٹھنڈا پانی اور شربت موجود ہے اور خس کی ٹٹیاں بھی لگی ہوتی ہیں مگر پھر بھی وہ ہائے ہائے اور اُف اُف کر رہا ہوتا ہے۔ لیکن کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ ان دونوں کے لئے الگ الگ گرمی پڑ رہی ہے؟ نہیں گرمی تو ایک ہی ہے ہاں دونوں کے احساسات میں بہت بڑا فرق ہے۔ ایک کی حس تو اتنی کمزور ہے کہ شدید سے شدید محنت اور مشقت کی بھی اسے ایسی گرمی میں کچھ پروا نہیں اور ایک کی حس اتنی تیز ہے کہ وہ پنکھے اور برف کے پانی اور کمرے کو چھڑکاؤ وغیرہ سے سرد کر کے بھی تڑپتا اور بے چین ہوتا ہے۔ یہ تو ایک حس کا ذکر ہے

اور انسان میں کئی حسیں ہیں

ایک سونگھنے کی حس ہے اس کے متعلق بھی دیکھو تو کس قدر فرق ہے ایک تو وہ لوگ ہوتے ہیں جن کی ناک کی حس اس قدر تیز ہوتی ہے کہ وہ باریک در باریک اور خفیف سے خفیف بو اور خوشبو کو محسوس کر لیتے ہیں اور میں تو کہوں گا ان کی اس حس کی تیزی ہی ان کی بہت سی بیماریوں کا موجب ہو جاتی ہے۔ میرا اپنا ہی یہ حال ہے کہ میری ناک کی حس اس قدر تیز ہے کہ بعض وقت میری بیماری کا موجب ہو جاتی ہے۔ میری یہ حس اس قدر تیز ہے کہ میں بھینس کا دودھ سونگھ کر بتا سکتا ہوں کہ اس نے کیا کیا چارہ کھایا ہے لیکن ایک وہ لوگ ہوتے ہیں کہ خوفناک سے خوفناک بدبو والی گیس کی بو سے بھی ذرا متاثر نہیں ہوتے بلکہ اس سے راحت محسوس کرتے ہیں۔

ایک شخص نے ایک طالب علم کا مجھ سے ذکر کیا کہ کالج میں اس کو ایسی گیس سے جس کی بو تمام گیسوں سے بُری تھی

ایسی مناسبت پیدا ہو گئی تھی

کہ ایک روز میں نے دیکھا کہ وہ اس گیس کی نلکی کھول کر اپنی ناک کے ساتھ لگا کر بیٹھا ہوا تھا۔ اسی طرح ہمارے پاس ایک خادم تھا اسے مٹی کے تیل کی بھی بو نہیں آتی تھی۔ وہ کہا کرتا تھا کہ لوگ یونہی کہتے ہیں کہ اس میں بو ہوتی ہے۔ میں تو اس کو پی بھی جاتا ہوں۔ وہ بعض وقت دال میں بھی ڈال لیا کرتا تھا۔ میں نے دیکھا ہے کہ بعض لوگ یہ دیکھنے کے لئے کہ وہ کس طرح تیل پیتا ہے اسے پیسے دے کر تیل پلایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ کسی نے اس کو کہا پیرا! (یہ اس کا نام تھا) اگر تو مٹی کے تیل کی بوتل پی جاوے تو میں تجھے آٹھ آنے دوں گا۔ چنانچہ وہ پی گیا۔ اب یہ حسوں کا ہی فرق ہے کہ ایک تو خفیف سے خفیف بُو کو بھی محسوس کرتا ہے اور ایک کو مٹی کے تیل کی بو کا بھی کچھ احساس نہیں ہوتا ایک میرے جیسا آدمی جو دودھ سونگھ کر یہ معلوم کر لیتا ہے کہ بھینس نے کیا چارہ کھایا اور ایک دوسرا ہے جو سخت بدبودار گیس کی نلکی کھول کر اپنی ناک سے لگا کر کچھ بدبو محسوس نہیں کرتا۔ بلکہ اس کو فرحت اور خوشی حاصل ہوتی ہے

جب اتنا فرق ان مادی امور میں پایا جاتا ہے تو کیسے نادان ہیں وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ

روحانی امور کے اثرات

چونکہ ہمیں معلوم نہیں ہوتے اس لئے ان کا کوئی فائدہ اور اثر نہیں۔ وہ کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ نماز کا کوئی اثر نہیں ہوتا یا روزے کا کوئی اثر نہیں محسوس کرتے تو یہ کیسے معلوم ہو گیا کہ واقعہ میں بھی نماز اور روزے کا کوئی اثر نہیں۔ اس کے تو معنے یہ ہیں کہ ان کی روحانی حس ایسی کمزور ہے کہ وہ نماز اور روزے کے اثر کو محسوس نہیں کر سکتے۔ کیا پیرے کے یہ کہنے سے کہ مٹی کے تیل میں مجھے کوئی بو نہیں آتی مٹی کے تیل میں بو نہیں رہتی؟ یا اس کی شہادت سے کوئی تسلیم کر سکتا ہے کہ واقعہ میں مٹی کے تیل میں کوئی بو نہیں؟ اسی طرح کیا وہ شخص جو نہایت خطرناک بو والی گیس کی نلکی ناک سے لگا لیتا اور کہتا ہے اس میں کوئی بو نہیں اس کی اس شہادت سے کوئی تسلیم کر سکتا ہے کہ واقعہ میں اس گیس میں کوئی بو نہیں؟ اسی طرح کیا وہ شخص جو سخت تیز دھوپ میں من باڈیڑھ من بوجھ اٹھاتے ہوئے مزے کے ساتھ گاتا ہوا چلا جاتا ہے اس کی اس حالت سے کوئی یہ اندازہ لگا سکتا ہے کہ دھوپ میں گرمی نہیں رہی؟ یا وہ شخص جو سخت سردی اور برف میں سفر کرتا ہے اور وہ اس سردی کو محسوس نہیں کرتا اس کی اس حالت کو دیکھ کر کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ اس کو چونکہ سردی محسوس نہیں ہوتی اس لئے

اس سردی اور برف کا کوئی اثر ہی نہیں ؟ ایسی حالت میں ہمیں یہ دیکھنا ہوگا کہ جن کی حسیں باریک اور تیز ہیں کیا وہ ایسی سردی یا گرمی یا تپش کو محسوس کرتے ہیں یا نہیں - اگر ایسے لوگ موجود ہوں تو پھر ان اشیاء کے اثر سے ہرگز انکار نہیں کیا جا سکتا -
اسی طرح روحانی امور میں بھی

ہمیں ان لوگوں کو دیکھنا چاہیئے

جن کی روحانی حسیں تیز ہیں - اور وہ روحانی امور کے اثرات کو محسوس کرنے کے اہل ہیں اگر ایسے لوگ بکثرت پائے جائیں جو نماز اور روزہ کے اثرات کو محسوس کریں اور وہ ان کے اثرات کی شہادت اور گواہی دیں تو پھر ان دوسرے لوگوں کو جن کی حسیں موٹی ہیں روحانی امور کے اثرات کو ماننا اور تسلیم کرنا پڑے گا اور خواہ ان کو ان کے اثرات محسوس نہ بھی ہوں تو بھی ان کیلئے انکار کی گنجائش نہیں

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے تھے کسی شہر میں چند شہری آپس میں ذکر کر رہے تھے کہ تِل بہت گرم ہوتے ہیں ایک پاؤ تل کوئی کھا نہیں سکتا - اگر کوئی کھائے تو فوراً بیمار ہو جائے - یہ نہیں ہو سکتا کہ کوئی ایک پاؤ تل کھائے اور بیمار نہ ہو جائے - اسی گفتگو کے دوران میں ایک نے کہا کہ اگر کوئی اتنے تل کھائے تو میں اسے پانچ روپے انعام دوں ، کوئی زمیندار وہاں سے گذر رہا تھا اور زمیندار بھی کوئی اکھڑ زمیندار تھا - وہ

نہایت تعجب اور حیرت سے

ان کی باتیں سنتا رہا اور خیال کرتا رہا کہ عجیب بات ہے ایسے مزے کی چیز کھانے پر پانچ روپے انعام بھی ملتے ہیں - اس نے آگے بڑھ کر پوچھا ٹہنیوں سمیت کھانے ہیں یا بغیر ٹہنیوں کے - یہ اس نے اس لئے پوچھا کہ اس کی سمجھ میں نہ آتا تھا کہ بغیر ٹہنیوں کے پاؤ بھر تل کھانے سے پانچ روپے انعام کیونکر دیں گے - گویا وہ ٹہنیوں سمیت بھی کھانے کے لئے تیار تھا - حالانکہ باتیں کرنے والے صرف اتنے تل کھانا ناممکن خیال کر رہے تھے - اب ان دونوں کے

احساس میں کتنا بڑا فرق

ہے - ایک تو وہ ہیں کہ پاؤ بھر تل کھانا ناممکن خیال کرتے ہیں اور ایک وہ جو مع ٹہنیوں کے کھانے کے لئے تیار ہے - اور وہ سمجھتا ہے کہ بغیر ٹہنیوں کے تو یہ بہت ہی معمولی اور مزے کی بات ہے اس پر کب پانچ روپے مل سکتے ہیں -

پس دنیا میں جس قدر فرق ہے وہ احساسات کا ہے - ورنہ نتائج اور کیفیات میں کوئی فرق نہیں - گرمی اور سردی کا جو اثر ایک تیز حس والے انسان پر کرتی ہے وہی اثر ایک کم حس والے انسان پر بھی کرتی ہے لیکن ایک تو اس کے اثر کو محسوس کرتا ہے - اور دوسرا اپنی احساسات کی کمی کی وجہ سے اس کے اثر کو محسوس نہیں کرتا - اسی طرح

سورج کی روشنی

کو لوگ دیکھتے اور محسوس کرتے ہیں - جو اس کی اہلیت رکھتے ہیں - مگر جو اس کے اثر کو محسوس کرنے کی اہلیت نہیں رکھتے یہ نہیں ہوتا کہ ان کو روشنی نہ پہنچ رہی ہو یا دھوپ کے جو اثرات ہیں وہ ان پر نہ ہو رہے ہوں وہ اثر دونوں پر ہوتے ہیں ان پر بھی جو انہیں محسوس کرتے ہیں اور ان پر بھی جو محسوس نہیں کرتے - گو یا علی قدر مراتب اثرات پہونچ رہے ہیں مگر پہنچ ضرور رہے ہیں - آگے جو فرق ہے وہ ان کے احساس میں ہے
پس جب مادی امور کے

علیٰ قدر مراتب اثرات

مترتب ہو رہے ہیں خواہ کوئی محسوس کرے خواہ نہ کرے پھر یہ کس قدر غلط بات ہے کہ اگر ایک شخص نماز کے اثرات کو محسوس نہ کرے اور یہ کہہ دے کہ نماز کا کوئی فائدہ اور اثر ہی نہیں - ہاں وہ یہ کہہ سکتا ہے کہ اپنے روحانی احساسات کی کُندی کی وجہ سے اس کا کوئی فائدہ مجھے نظر نہیں آتا اور اس کا کوئی اثر مجھے محسوس نہیں ہوتا - ورنہ اس کا اثر اس کو بھی ہوتا ہے جو اس کے اثر کو محسوس کرتا ہے اور اس کو بھی جو محسوس نہیں کرتا - گو دونوں کو علیٰ قدر مراتب پہونچتا ہے -

بہرحال روحانی معاملہ میں روحانی امور کے اثرات کے متعلق بھی ان لوگوں کی شہادت قابل قبول نہیں ہو سکتی جن کی روحانی حسیں کمزور اور کند ہیں اور انہی کی بات تسلیم کرنی پڑے گی جو

روحانی امور کے اثرات

کے محسوس کرنے کے اہل ہیں وہ اگر کہہ دیں اور شہادت دے دیں کہ نماز روزہ کا فائدہ ہوتا ہے اور ان کے اثر کو ہم محسوس کرتے ہیں تو پھر دوسرے لوگوں کو بھی جن کی حسیں موٹی ہوتی ہیں اور وہ ان کے اثرات اور فوائد کو محسوس نہیں کر سکتے قبول کرنا پڑے گا کہ بے شک ان کے فوائد ہیں تو نمازوں اور روزوں میں ضرور فوائد ہیں - مگر ان کے اثرات کو وہی محسوس کرتے ہیں جو ان کے اہل ہیں - گو دوسرے لوگ ان کو محسوس نہ بھی کریں - لیکن ان کا فائدہ ان کو بھی ضرور پہنچتا ہے -

میں نے دیکھا ہے کہ قطع نظر اس سے کہ روزہ ایک عبادت ہے اس میں ایسی

روحانی راحت اور سکون

حاصل ہوتا ہے جو یقیناً جب روزہ نہیں ہوتا محسوس نہیں ہوتا - روزہ میں ایسی حالت ہوتی ہے گویا جس طرح سخت سردی یا بارش میں چلتے چلتے انسان ایک گرم مکان میں داخل ہو جائے - جس طرح وہ اس وقت گرمی سے یکدم آرام اور اطمینان میں ہو جاتا ہے اسی طرح روزہ رکھ کر انسان اطمینان اور آرام حاصل کرتا ہے - لیکن ایسا احساس انہی کو ہوتا ہے جن کی حس تیز ہوتی ہے - وہ اس کو ایسا محسوس کرتے ہیں کہ جس طرح وہ روزہ رکھنے سے پہلے روحانیت کے سورج سے دوری کی وجہ سے تکلیف اٹھا رہے تھے - لیکن روزہ رکھتے ہی وہ اس کے قریب آ گئے - اور ان کے اعصاب کو قرار اور اطمینان اور ایک قسم کا سکون حاصل ہو گیا -

پس ایک شخص جس کی حس بہت موٹی ہو وہ اگر کسی امر کے اثر کو تسلیم نہیں کرتا تو اس کے اس خیال کی وجہ سے باقیوں کے تجربے اور مشاہدے کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا - ایک شخص کہتا ہے کہ خدا کو میں نے نہیں دیکھا - خدا کوئی نہیں - لیکن دوسرے شاہدوں کی دس شہادت کی موجودگی میں کہ ہم نے خدا کو دیکھا ہے اور وہ ہم کو نظر آیا ہے اس کی بات کو کب وقعت حاصل ہو سکتی ہے - اسی طرح ایک شخص یہ کہتا ہے کہ خدا کلام نہیں کرتا - ہم اس کی اس بات کو ہم اس کا خیالی کہہ سکتے ہیں - لیکن وہ لاکھوں انسان جنہوں نے خدا کے کلام کو سنا اور وہ روحانی امور کے اثرات کے شاہد ہیں ان کی شہادت کا کسی طرح انکار نہیں کیا جا سکتا - پس روحانی امور میں بھی اسی طرح فوائد اور اثرات مترتب ہوتے ہیں جس طرح جسمانی اور مادی امور میں انسان نفع یا نقصان حاصل کرتا ہے گو وہ محسوس کرے یا نہ کرے -

مگر میرے نزدیک جن چیزوں سے دنیا کو نقصان پہنچتا ہے اور ایک دفعہ نہیں بلکہ بار بار پہنچتا ہے وہ ہر ایک امر کے اس نقطۂ وسطی کو ترک کرنا ہے جس کے بغیر نتائج پیدا نہیں ہو سکتے

میں نے دیکھا ہے

عام طور پر لوگ ایک پہلو کی طرف جھک جاتے ہیں - کئی ہیں جو نمازوں میں سست ہیں - اور باقاعدہ وقت پر نمازیں ادا نہیں کرتے - اور کئی ہیں جو نماز تو پڑھتے ہیں لیکن باجماعت نماز نہیں پڑھتے - یا کم از کم نماز باجماعت ادا کرنے کا ان کو خیال نہیں ہوتا لیکن روزوں کے ایام میں وہ روزوں کی ایسی پابندی کریں گے کہ خواہ ڈاکٹر بھی ان کو کہہ دے کہ تمہارے حق میں روزہ اچھا نہیں اور تم خطرہ میں پڑ جاؤ گے تب بھی وہ روزہ ترک نہیں کریں گے - حتیٰ کہ بیماری میں بھی روزہ رکھیں گے -
پھر کئی ہیں جو چھوٹے

بچوں سے بھی روزہ رکھواتے ہیں

حالانکہ ہر ایک فرض اور حکم کے لئے الگ الگ حدیں اور الگ الگ وقت ہوتا ہے - میرے نزدیک بعض احکام کا زمانہ چار سال کی عمر سے شروع ہو جاتا ہے اور بعض ایسے ہیں جن کا زمانہ سات سال سے بارہ سال تک ہے اور بعض ایسے ہیں جن کا زمانہ ۱۵ یا ۱۸ سال کی عمر سے شروع ہوتا ہے - میرے نزدیک روزوں کا حکم ۱۵ سال سے ۱۸ سال تک کی عمر کے بچوں پر عاید ہوتا ہے اور یہی بلوغت کی حد ہے -

میرے نزدیک اس سے پہلے بچوں سے روزے رکھوانا ان کی صحت پر بہت برا اثر ڈالتا ہے کیونکہ یہ زمانہ ان کے لئے ایسا ہوتا ہے جس میں وہ طاقت اور قوت حاصل کر رہے ہوتے ہیں - پس جب زمانہ میں وہ طاقت اور قوت کے ذخیرہ کو جمع کر رہے ہوتے ہیں اس وقت ان کی طاقت کو دبانا اور بڑھنے نہ دینا

ان کے لئے سخت مضر ہے

دیکھو آئیل کے انجن یا دوسرے انجنوں کی زاید سٹیم چھوڑی جاتی ہے - یہ کبھی نہیں کیا جاتا کہ جس وقت کہ سٹیم انجن میں تیار ہو رہی ہو اور کافی مقدار تک نہ پہنچی ہو اس وقت نکال دی جائے - دریا کو بند لگا کر دوسری طرف نہر کے ذریعے پانی کا رخ تبھی بدلا جاتا ہے جب کہ دریا میں پانی زیادہ ہو - لیکن اگر دریا میں پانی کافی نہ ہو تو پھر اس سے پانی نہیں نکالا جاتا - پس جس زمانہ میں بچہ طاقت پیدا کر رہا ہو اس کو روزہ نہ رکھوانا چاہیئے - تاوقتیکہ اس کی عمر پندرہ سال کی نہ ہو جائے کیونکہ اس سے پہلے بچہ پر روزہ فرض نہیں ہوتا - تو نہ صرف یہ کہ اسی عمر میں بچوں سے روزے نہ رکھوائیں بلکہ کوشش کرنی چاہیئے کہ وہ روزے نہ رکھیں کیونکہ بچوں کو خود بھی شوق ہوتا ہے کہ روزہ رکھیں - بارہ سال سے کم عمر کے بچے سے روزہ رکھوانا تو میرے نزدیک جرم ہے اور بارہ سال سے ۱۵ سال کی عمر کے بچے کو اگر کوئی روزہ رکھواتا ہے تو غلطی کرتا ہے - پندرہ سال کی عمر سے روزہ رکھنے کی عادت ڈالنی چاہیئے اور اٹھارہ سال کی عمر میں روزے فرض سمجھنے چاہئیں مجھے یاد ہے جب ہم چھوٹے تھے ہمیں بھی روزہ رکھنے کا شوق ہوتا تھا مگر حضرت مسیح موعودؑ ہمیں روزہ نہیں رکھنے دیتے تھے - اور بجائے اس کے کہ ہمیں روزہ رکھنے کے متعلق کسی قسم کی تحریک کرنا پسند کریں ہمیشہ ہم پر روزہ کا رعب ڈالتے تھے - پس بچوں کی صحت کو قائم رکھنے اور ان کی قوت کو بڑھانے کے لئے روزہ رکھنے سے انہیں روکنا چاہیئے - اس کے بعد جب ان کا وہ زمانہ آ جائے جب وہ اپنی قوت کو پہنچ جائیں جو پندرہ سال کی عمر کا زمانہ ہے تو پھر ان سے روزے

رکھوائے جائیں۔ اور وہ بھی آہستگی کے ساتھ پہلے سال جتنے رکھیں دوسرے سال اس سے کچھ زیادہ اور تیسرے سال اس سے زیادہ رکھے جائیں اس طرح تدریج اس وقت ان کو روزے کا عادی بنایا جائے۔

اس کے مقابلہ میں میرے نزدیک ایسے لوگ بھی ہیں جو روزہ کو بالکل معمولی حکم تصور کرتے ہیں اور

چھوٹی چھوٹی وجہ کی بناء پر روزہ ترک کر دیتے ہیں

بلکہ اس خیال سے بھی کہ ہم بیمار ہو جائیں گے روزہ چھوڑ دیتے ہیں حالانکہ یہ کوئی عذر نہیں کہ آدمی خیال کرے کہ میں بیمار ہو جاؤں گا۔ میں نے تو آج تک کوئی آدمی ایسا نہیں دیکھا جو یہ کہہ سکے کہ میں بیمار نہیں ہونگا۔ پس بیماری کا خیال روزے ترک کرنے کی جائز وجہ نہیں ہو سکتا۔ پھر بعض اس عذر پر روزہ نہیں رکھتے کہ انہیں بہت بھوک لگتی ہے۔ حالانکہ کون نہیں جانتا کہ روزہ رکھنے سے بھوک لگتی ہے۔ جو روزہ رکھے گا اس کو ضرور بھوک لگے گی۔ روزہ تو ہوتا ہی اس لئے ہے کہ بھوک لگے اور انسان اس بھوک کو برداشت کرے جب روزہ کی یہ غرض ہے تو پھر بھوک کا سوال کیسا۔ پھر کئی ہیں جو ضعف ہو جانے کے خیال سے روزہ نہیں رکھتے۔ حالانکہ کوئی بھی ایسا آدمی نہیں جس کو روزہ رکھنے سے ضعف نہ ہوتا ہو۔ جب وہ کھانا پینا چھوڑے گا تو ضرور ضعف بھی ہوگا۔ اور ایسا آدمی کوئی نہیں ملے گا جو روزہ رکھے اور اسے ضعف نہ ہو۔ بلکہ اس کے اندر طاقت اور قوت پیدا ہو جائے۔ سوائے اس کے کہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے کسی کو یہ شان بطور اعجاز ملا ہو جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چھ مہینے متواتر روزے رکھے اور دو تین تولے سے زیادہ آپ کی غذا نہ ہوتی تھی۔ مگر آپ کو کوئی ضعف نہ ہوا۔ بلکہ معجزانہ طور پر اس سے آپ کو طاقت اور قوت حاصل ہوئی۔ اس معجزانہ حالت سے الگ ہو کر کوئی آدمی ہمیں ایسا نظر نہیں آتا جسے روزے سے ضعف نہ ہو۔ اس لئے اس وجہ سے بھی روزہ نہیں چھوڑا جا سکتا

روزہ ایسی حالت میں ہی ترک کیا جا سکتا ہے

کہ آدمی بیمار ہو اور وہ بیماری بھی اس قسم کی ہو کہ اس میں روزہ رکھنا مضر ہو۔ کیونکہ شریعت کے احکام بیماری کی نوعیت کے لحاظ سے بدلتے ہیں۔ مثلاً ایک بیمار کے لئے اجازت ہے کہ وہ تیمم کرے۔ لیکن اگر کسی کو بیماری اس قسم کی ہو کہ وضو کرنا اسے کوئی نقصان نہ دیتا ہو بلکہ اس بیماری میں اگر ٹھنڈے پانی سے وہ وضو کرے تو اسے فائدہ ہوتا ہو تو باوجود بیمار ہونے کے اس کے لئے تیمم جائز نہیں ہوگا۔ اسی طرح وہ بیماری کہ جس پر روزہ کا کوئی اثر نہیں پڑتا اس کی وجہ سے روزہ ترک کرنا جائز نہیں ہوگا۔ بیماری سے مراد وہی بیماری ہوگی جس کا روزہ سے تعلق بھی ہو۔ اور ایسی حالت میں خواہ بیماری کتنی ہی خفیف کیوں نہ ہو اس میں مبتلا روزہ ترک کر سکتا ہے۔ کیونکہ جب روزہ کا مضر اثر اس بیماری پر پڑتا ہے تو وہ بڑھ جائے گی۔

میرے نزدیک نزلہ خواہ کتنا ہی خفیف کیوں نہ ہو ایسی بیماری ہے جس کا روزے سے تعلق ہے اور ایسے لوگوں کیلئے جنہیں نزلہ ہوتا ہے روزے رکھنے بہت مضر اور بڑے نقصان کا موجب ہوتے ہیں۔

نزلہ کے نتیجہ میں

انسان کو پیاس زیادہ لگتی ہے۔ اب روزے کے ساتھ جب وہ پیاس کو دبائے گا تو وہ اور بھی زیادہ بڑھے گی۔ اور یہ نزلہ کے لئے بہت مضر ہے پس بسا اوقات بعض بیماریاں دیکھنے میں تو معمولی ہوں گی لیکن روزے سے تعلق رکھنے کی وجہ سے ان کا نقصان بہت بڑا ہوگا۔ اس لئے ایسی بیماری میں روزہ نہ رکھنا چاہیئے۔ اسی طرح بعض بیماریاں دیکھنے میں بہت بڑی ہوں گی لیکن روزے کا ان پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ اس لئے روزہ ان میں ترک کرنا جائز نہیں ہوگا۔

اور بعض اوقات تو

خود روزہ صحت کا باعث بن جاتا ہے

میں اپنی ذات کے متعلق ہی بتاتا ہوں۔ میں عام طور پر بیمار رہتا ہوں اور خدا تعالیٰ نے مجھے اپنی بیماری کے متعلق یہ فیصلہ کرنے کی سمجھ دی ہے کہ اس پر روزہ رکھنے سے کیا اثر پڑے گا۔ مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ میں اس میں غلطی نہیں کر سکتا بلکہ بعض دفعہ میرا اندازہ بھی غلط نکلتا ہے انہی ایام میں میں نے اپنی حالت کا جب اندازہ لگایا تو میں نے محسوس کیا کہ اگر میں روزہ رکھوں تو برداشت نہیں کر سکوں گا۔ مگر بیماری پر اثر نہیں پڑے گا۔ چنانچہ تجربہ کے طور پر میں نے پہلا روزہ رکھا جس سے نہ صرف کوئی نقصان نہ ہوا بلکہ طبیعت میں بشاشت پیدا ہوئی تب میں نے سمجھا کہ اپنی بیماری کے متعلق جو میرا خیال تھا کہ شاید روزہ رکھوں تو کوئی نقصان نہ ہو وہ ٹھیک ہے اور جو خطرہ تھا کہ ممکن ہے نقصان ہو وہ غلط تھا۔ پس جس بیماری پر روزہ کا کوئی اثر نہ ہو اس پر اس بیماری کا حکم عاید نہیں ہو سکتا۔ جس کی وجہ سے روزہ ترک کر دیا جائے۔ ہاں اگر روزہ کا بیماری پر اثر پڑتا ہو اور جس حالت میں ڈاکٹر یہ مشورہ دے کہ اس بیماری میں روزہ سے نقصان پہنچے گا اس میں روزہ ترک کرنا چاہیئے۔ پس جہاں میں بلا وجہ اور بلا عذر روزہ نہ رکھنے کے سخت خلاف ہوں وہاں میں ان لوگوں کے اجتہاد کا بھی قائل نہیں جو یہ کہتے ہیں کہ انسان جب مرنے لگے تب روزہ چھوڑے ورنہ نہ چھوڑے۔ ایسا کوئی حکم شریعت میں نہیں آیا قرآن کریم میں صاف حکم ان کنتم مرضیٰ ہے۔

پس جس مرض پر کہ روزے کا برا اثر پڑتا ہو خواہ وہ نزلہ ہی ہو۔ مثلاً مجھے اگر نزلہ ہو تو میں روزہ نہ رکھوں گا۔ پس ایسے مرض میں خواہ وہ خفیف ہی ہو روزہ رکھنا جائز نہیں۔ اور اگر کوئی روزہ رکھے تو اس کا روزہ نہیں ہوگا۔ بلکہ اس کے بدلے اس کو پھر روزہ رکھنا پڑے گا۔ پس جو لوگ محض ایک ہی طرف جھک جاتے ہیں وہ غلطی کرتے ہیں۔ ان کو

درمیانی حالت اختیار کرنی چاہیئے

اور ان مبارک دنوں سے زیادہ فائدہ اٹھانے کے لئے درمیانی راہ اختیار کرنی چاہیئے۔ یعنی جب ایسی بیماری ہو جس پر روزہ کا برا اثر پڑتا ہو تو خواہ کتنی ہی خفیف ہو روزہ نہ رکھنا چاہیئے۔ اور اس معاملہ میں لوگوں کی کچھ پرواہ نہ کرنی چاہیئے۔ کہ وہ کیا کہتے ہیں یا کیا کہیں گے۔ ایسی حالت میں جو لوگ یہ کہہ دیتے ہیں کہ خواہ بیمار ہیں مگر ہم برداشت کریں گے۔ اور روزہ رکھیں گے یہ ان کی غلطی ہے کیونکہ برداشت کا تو سوال ہی نہیں۔ سوال تو بیماری کا ہے پھر بیماری جو روزے سے بڑھے اس میں روزہ مت رکھو لیکن اس کے مقابلہ میں ایسا بھی نہ کرو کہ محض وہموں کی بناء پر روزہ ترک کر دو کہ شاید روزہ رکھنے سے ہم بیمار نہ ہو جائیں یا روزہ رکھنے سے ہم کمزور ہو جائیں گے۔ اس طرح روزہ ترک کرنا جائز نہیں ہو سکتا۔

ایک کمزوری تو بڑھاپے کی وجہ سے یا دائمی بیماری کی وجہ سے ہوتی ہے۔ ایسے آدمی کو اجازت ہے کہ وہ روزہ نہ رکھے لیکن وہ جسے کوئی کمزوری رہتی ہو ایسی حالت والوں کو بھی جب تک کہ ڈاکٹر مشورہ نہ دے روزہ رکھنا چاہیئے۔

میں دوستوں کو پھر اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ وہ

افراط تفریط سے کام نہ لیں

اور اس مبارک مہینے سے پورا پورا فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں۔ اور اپنی روحانیت کو بڑھائیں جس طرح حِس کم ہوتی ہے وہ بڑھتی بھی ہے۔ اسی طرح احساسات بھی بڑھ سکتے ہیں۔ اور انسان اپنے جسم کے اندر روحانیت کا ایک نمایاں اثر محسوس کرتا ہے۔

چونکہ یہ رمضان کا مہینہ ہے اس لئے میں نے اسی کے متعلق خطبہ پڑھا ہے اور چونکہ اس مبارک مہینہ میں

دعائیں بہت قبول ہوتی ہیں

اس لئے میں دوستوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ اسلام کی ترقی کے لئے دعائیں کریں اور سلسلہ کے راستہ میں جو روکیں ہیں ان کے دور ہونے کے لئے اور اسلام اور احمدیت کی اشاعت کے لئے بہت دعائیں کریں۔

حضرت مولوی فضل دین صاحب وفات پا گئے

إنا لله وإنا إليه راجعون

نہایت افسوس کے ساتھ اطلاع دی جاتی ہے کہ حضرت مولوی فضل دین صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مورخہ ۲۷ جنوری ۱۹۶۳ء بروز اتوار مطابق یکم رمضان ۱۳۸۲ھ بعد نماز ظہر بعمر ۷۵ سال وفات پا گئے۔ إنا لله وإنا إليه راجعون۔

آپ ایک لمبے عرصہ تک نظارت دعوت و تبلیغ قادیان کے ماتحت حیدر آباد دکن۔ صوبہ بہار کانپور، لکھنؤ، شاہجہانپور، بریلی، جمشید پور وغیرہ مقامات پر تبلیغی خدمات سر انجام دیتے رہے۔ آپ کے طریق تبلیغ میں شفقت اور محبت کا پہلو نمایاں ہوتا تھا اور ساتھ ہی دعاؤں کا زور ہوتا تھا۔ چند سال قبل آپ بڑھاپے اور خرابیٔ صحت کی بناء پر بھارت سے مستقل طور پر پاکستان تشریف لے گئے تھے اور وہاں بھی آپ کی صحت بحال نہ ہو سکی آپ اپنے آبائی گاؤں مانگٹ اونچے ضلع گوجرانوالہ میں مقیم تھے۔ وہیں آپ کی وفات ہوئی ۲۸ جنوری کو آپ کو بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن کیا گیا۔

مرحوم ایک دعاگو بزرگ تھے اور تبلیغ کے علاوہ تعلیمی و تربیتی صلاحیتیں رکھتے تھے مستورات اور بچوں کو قرآن کریم پڑھانے میں آپ کو خاص شغف اور تجربہ تھا۔ آپ نے اپنے پیچھے ایک بیوہ ایک لڑکی اور تین لڑکے چھوڑے ہیں۔ اللہ تعالےٰ سب کا حافظ و ناصر ہو۔

ادارہ بدر مرحوم کے جملہ پسماندگان سے اظہار ہمدردی کرتا ہے۔ اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے سب کو صبر کی توفیق بخشے۔ آمین۔

ٹانگانیکا (مشرقی افریقہ) میں احمدی مبلغین کی تبلیغی تربیتی اور تعلیمی مساعی

اکیاون ۵۱ افراد کا قبولِ حق ۔ تبلیغی دورے ۔ ملاقاتیں ۔ تقاریر اور لٹریچر کی تقسیم

از مکرم جمیل الرحمٰن صاحب رفیق مبلغ ٹانگانیکا۔ افریقہ

تبلیغی دورہ

ماہ ستمبر میں مکرم مشنری انچارج مولانا محمد منور صاحب نے بعض جماعتوں کا دورہ کیا جس کی وجہ سے جماعتوں میں بیداری کی نئی لہر دوڑ گئی۔ آپ ۲۹/۸/۶۲ کو بذریعہ بس لنڈی روانہ ہوئے۔ تین سو میل کا سفر کر کے آپ اگلے روز وہاں پہنچے۔ ۳۱ر کو جمعہ کے خطبہ میں آپ نے احبابِ جماعت کو اتحاد اور ایمانِ کامل کی طرف توجہ دلائی۔ بعد میں دوستوں سے ملاقات بھی کی۔ اگلے روز آپ افریقن مبلغین شیخ احمد شاکر صاحب اور شیخ محمد زاہد صاحب کے ہمراہ مناما گئے۔ یہ جگہ لنڈی سے ۴۰ میل کے فاصلہ پر ہے جہاں احمدیہ مسجد بھی موجود ہے یہاں آپ نے احباب جماعت سے خطاب کیا۔ اور انہیں نظامِ وصیت اور دیگر تربیتی امور کی طرف توجہ دلائی۔ بعد میں دوستوں سے وہاں کی مسجد کی مرمت کے بارہ میں مشورہ کیا۔ اسی شام آپ نے پانچ افراد سے مذہبی تبادلۂ خیالات کیا۔

۲ر ستمبر ۶۲ء کو آپ واپس لنڈی کی طرف روانہ ہوئے۔ رستہ میں ۲۵ میل کے فاصلہ پر منگولو میں آپ نے قیام کیا۔ یہاں کی جماعت کو آپ کی آمد کی اطلاع ہو چکی تھی چنانچہ قریبی دیہات سے بھی احمدی احباب وہاں پہنچ گئے۔ جماعت نے آپ کے اعزاز میں ایک پارٹی کا اہتمام کیا جس میں ساٹھ کے قریب غیر از جماعت افریقن بھی شامل ہوئے۔ اس موقعہ پر آپ نے جماعتی تنظیم اور اشاعتِ اسلام پر تقریر کی۔ اس اجلاس کی صدارت وہاں کے ایک سابق LIWALI نے کی۔ عشاء کی نماز کے بعد آپ نے وہاں کے ایک نمبردار اور ایک معلم سے طویل گفتگو کی جو نصف شب تک جاری رہی۔ اگلی صبح آپ لنڈی روانہ ہوئے۔

۴ر ستمبر ۶۲ء کو آپ نے لنڈی کے گورنمنٹ سیکنڈری سکول میں فارم فور (سینیئر کیمبرج) کے طلباء سے خطاب کیا جس کا موضوع تھا "اسلام ــــ امن و سلامتی کا مذہب"۔ تقریر کے بعد طلباء نے متعدد سوالات کئے جن کے تسلی بخش جوابات دیئے گئے۔ اس سکول کے پرنسپل مکرم سید محمد سرور شاہ صاحب ابن حضرت ڈاکٹر ولایت شاہ صاحب آف نیروبی ہیں۔ اسی دن آپ لنڈی سے دس میل کے فاصلہ پر واقع احمدیوں کی چھوٹی سی بستی کی طرف روانہ ہوئے جس کا نام انہوں نے احمدیت کے ساتھ محبت کی وجہ سے حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی منظوری کے بعد قادیان رکھا ہوا ہے۔ آپ نے وہاں ایک گھنٹہ تک احباب سے خطاب کیا اور بعد میں بھی دیر تک دوستوں سے گفتگو ہوتی رہی۔ ۶ر ستمبر ۶۲ء کو آپ نے لنڈی کے تجارت پیشہ تعلیم یافتہ احباب سے ایک گھنٹہ تک خطاب کیا۔

۷ر ستمبر کو آپ نے گورنمنٹ سیکنڈری سکول میں دوسری تقریر "فضائلِ اسلام" پر کی نیز پردہ اور حرام و حلال کھانوں سے متعلق سوالات کے جوابات دیئے۔ اسی شام جماعت کی طرف سے آپ کو کمیونٹی سنٹر میں چائے کی دعوت پر مدعو کیا گیا۔ جس میں ایک صد کے قریب افریقن احباب بھی موجود تھے آپ نے وہاں سواحیلی زبان میں ایک گھنٹہ تک "صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام" پر تقریر کی۔ اجلاس کی صدارت وہاں کے Liwali نے کی۔

۹ر ستمبر کو آپ واپس دارالسلام لوٹے رستہ میں بھی ہمسفروں سے تبادلۂ خیالات ہوا۔ اور اس طرح یہ دورہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

جوہرہ کمپنی کے داعی ڈاکٹر طاہر سیف الدین صاحب کی گولڈن جوبلی کے موقعہ پر مکرم مشنری انچارج صاحب بھی مدعو تھے۔ اس موقعہ پر آپ نے وزیرِ قانون، سپیکر ٹانگانیکا، پارلیمنٹ اور دیگر معززین سے ملاقات کی۔

عرصہ زیر رپورٹ میں گوا کے ایک عیسائی دوست سے تبادلۂ خیالات کی توفیق ملی۔ جب میں نے مسیح کے ابن اللہ ہونے، نیز کفارہ کے عقیدہ کی تردید میں ابھی چند دلائل ہی رکھے تو وہ خود ہی کہنے لگے کہ واقعی عیسائی معتقدات عقل کو اپیل نہیں کرتے۔ نیز کہا کہ میں عیسائی عقاید سے کسی قدر بیزار ہی ہوں۔ خاکسار نے انہیں لٹریچر بھی دیا۔ ایک اور عیسائی مسٹر فرانسس سے کفارہ اور ابن اللہ کے عقائد پر گفتگو کی۔ مسٹر کرسٹوفر یہاں کے ایک قریبی علاقہ Kinondoni سے مذہبی گفتگو کے لئے آئے۔ ان سے خاکسار نے طویل گفتگو کی۔ ان کے ساتھ ایک سنی افریقن دوست بھی تھے۔ ان سے بھی احمدیت کے امتیازی مسائل پر بات چیت ہوئی۔ علاقہ کنوندونی Kinondoni جو دارالسلام سے تین چار میل کے فاصلہ پر ہے وہاں مجھے تین بار جانے کا موقع ملا۔ ہر بار میرے ہمراہ افریقن معلم عبدہٗ عمران صاحب بھی تھے۔ وہاں ہم نے متعدد احباب سے گفتگو کی اور لٹریچر تقسیم کیا۔ مکرم عبدہٗ صاحب نے وہاں پچاس افراد کے مجمع سے مسلسل تین گھنٹوں تک خطاب کیا۔ اور ان کے سوالات کے جوابات دیئے۔ مجھے وہاں کے پادری صاحب سے گفتگو کا بھی موقعہ ملا۔ نصف گھنٹہ تک ان سے تثلیث کفارہ اور دیگر عیسائی عقاید پر دلچسپ گفتگو ہوئی۔ ایک اینگلیکن ہمارے مشن ہاؤس میں تشریف لائے مکرم مشنری انچارج صاحب اور خاکسار نے ان سے کفارہ وغیرہ پر جب گفتگو کی تو وہ بہت جلد لاجواب ہو گئے پھر مکرم مشنری انچارج صاحب نے انہیں اسلام کی خوبیاں بتائیں۔ اور اسلام کی دعوت دی۔ آخر میں ہم نے انہیں کتاب Islam بطور تحفہ دی۔ اسی طرح تین دیگر یورپین ہمارے مشن ہاؤس میں آئے۔ ابھی ہم نے ان سے ابن اللہ کے موضوع پر بات شروع ہی کی تھی کہ وہ کہنے لگے ہم دیگر عیسائیوں کی طرح نہیں بلکہ ہمارا عقیدہ وہی ہے جو آپ کا ہے۔ کہ ابن اللہ الفاظ مسیح کے حق میں استعارۃً استعمال ہوئے ہیں۔ جیسا کہ بعض دیگر افراد کے متعلق بھی ہوئے ہیں۔ انہوں نے ہمارے انگریزی ترجمۃ القرآن کو دیکھ کر بہت تعریف کی۔ انہیں لٹریچر بھی دیا گیا۔

ایک بار مجھے معلم عبدہٗ عمران صاحب کے ہمراہ مارکیٹ میں جا کر تبلیغ کا موقع ملا۔ ایک سو کے قریب افراد کے مجمع میں تبلیغی گفتگو ہوئی ان کے سوالات کے جوابات دیئے۔ اور ان میں پمفلٹ تقسیم کئے۔

ایک افریقن طالب علم ابراہیم صاحب کے ہمراہ ایک افریقن دوست عبداللہ موسیٰ اور ان کے بھائی سے ملاقات کی۔ اگلے دن وہ دونوں ہمارے مشن ہاؤس میں بھی آئے۔ ان سے طویل گفتگو ہوئی۔

ایک افریقن ایجوکیشن آفیسر جو کہ مسلمان ہیں روزانہ مجھ سے عربی پڑھنے کے لئے بعد نماز مغرب ہمارے مشن ہاؤس آتے ہیں۔ انہیں عربی سیکھنے کا بہت شوق ہے۔ ساتھ ساتھ ان سے مذہبی تبادلۂ خیالات بھی ہوتا رہتا ہے وہ جماعتِ احمدیہ کی تبلیغی مساعی سے بہت متاثر ہیں۔ میں نے تحریک جدید کے نظام کو بالتفصیل ان کے سامنے بیان کیا جس سے وہ بہت خوش ہوئے۔ اور اگلے دن جب آئے تو ۲۰/- شلنگ کی رقم تحریک جدید میں چندہ کے طور پر دی۔

مکرم مشنری انچارج صاحب نے Tapa کے سیکرٹری مسٹر Waziri Simba سے ملاقات کی اور ان تک پیغام اسلام پہنچایا نیز چار نئے ایریا کمشنروں کے تقرر پر انہیں مبارکباد کے خطوط لکھے اور انہیں بعض اصلاحی امور کی طرف توجہ دلائی۔ ہمارے ٹبورا کے مبلغ مکرم چوہدری عنایت اللہ صاحب عرصہ سے ایک گورنمنٹ مڈل سکول ٹبورا کے ٹیچر کو تبلیغ کر رہے تھے۔ ان کا نام عبداللہ ہے۔ وہ احمدیت سے بہت متاثر تھے۔ انہوں نے مکرم چوہدری صاحب موصوف کو کھانے پر مدعو کیا جہاں دیر تک مذہبی گفتگو ہوتی رہی۔ اور آخر عبداللہ صاحب نے احمدیت قبول کر لی۔ فالحمدللہ نیز آپ نے ایک کیتھلک Mr Julius سے بھی گفتگو کی۔ جس سے ان صاحب میں احمدیت کے مطالعہ کا کافی شوق پیدا ہو گیا۔ آپ نے ایک ۵۰۰ میل کا تبلیغی دورہ کر کے ۲۰۰ پمفلٹ تقسیم کئے اور متعدد افراد تک پیغام احمدیت پہونچایا۔ آپ نے نزلالا، چابونڈا، موسیبیابا، ڈیمیری، نزیگا، تیندے، اساکا، اور Lohambo کے علاقوں میں مختلف افراد تک پیغامِ حق پہنچایا۔ علاوہ ازیں متعدد بار آپ تبلیغ کی خاطر ٹبورا جیل میں جاتے رہے اور قیدیوں کو پیغامِ احمدیت پہونچاتے رہے۔ مکرم چوہدری رشید احمد صاحب سرور بھی آپ کے ہمراہ تھے۔ مکرم سرور صاحب نے متعدد احباب کو تبلیغ کی اور صداقتِ احمدیت وفاتِ مسیح۔ اسلام کے دیگر ادیان پر غلبہ و فوقیت کے مواضیع پر ان سے تبادلۂ خیالات کیا۔ نیز آپ نے بعض اور لوگوں سے گفتگو کی۔

تقاریر

۵ر اگست کو احمدیہ مسلم لٹریری سوسائٹی کے اجلاس میں خاکسار نے انگریزی میں The Existence of Angels کے موضوع پر تقریر کی۔ جس میں احبابِ جماعت کے علاوہ تین غیر از جماعت افریقن بھی شامل ہوئے۔ بعد میں سوالات و جوابات کا دلچسپ سلسلہ بھی نصف گھنٹہ تک جاری رہا۔ مکرم حمیدی مبیانا صاحب جنرل سیکرٹری جماعتِ احمدیہ دارالسلام نے "ہدایتِ الٰہی" پر سواحیلی زبان میں تقریر کی۔ جس میں جماعت کے دوستوں کے علاوہ نو غیر از جماعت افریقن بھی شامل ہوئے۔ بعد میں سوالات کے جوابات بھی دیئے گئے۔ مکرم چوہدری عنایت اللہ صاحب مبلغ ٹبورا نے سنیوں کی دعوت پر ان کی مسجد میں صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایک دلچسپ اور پُراثر تقریر کی جس سے سامعین بہت متاثر ہوئے۔ نیز آپ نے ٹبورا سکول میں معجزاتِ مسیح کی حقیقت اور وفاتِ مسیح پر تقاریر کیں۔ اور

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

محاسبۂ نفس اور اس کی بنیادی اہمیت

ذیل کا قیمتی نوٹ ماہنامہ "انصار اللہ" ربوہ بابت ماہ جنوری ۱۹۶۳ء سے جزواً لیا گیا ہے۔ افسوس کہ جگہ کی قلت کے باعث ہم اسے پورا نہیں دے سکے۔ یہ نوٹ دراصل فاضل ایڈیٹر "انصار اللہ" کا اداریہ ہے ——————— (ادارہ)

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حقیقی طور پر اللہ تعالیٰ کا عبد بننے کو انسانی زندگی کا منتہائے مقصود قرار دیا ہے جیسا کہ فرمایا وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (ذاریات آیت ۵۷) یعنی میں نے جنوں اور انسانوں کو پیدا ہی اس لئے کیا ہے کہ وہ صحیح معنوں میں میرے عبادت گذار بنیں۔ اس نے اس منتہائے مقصد کو حقوق اللہ اور حقوق العباد کی کماحقہٗ بجا آوری کے ساتھ وابستہ ٹھیرایا ہے۔ اور پھر ان حقوق کی ادائیگی کے سلسلہ میں اس نے ایسے تفصیلی احکام دئے ہیں اور اوامر و نواہی کو ایسی شرح و بسط کے ساتھ بیان کر کے قدم قدم پر ایسی ہمہ گیر رہنمائی فرمائی ہے کہ ایک مسلمان کے لئے، بشرطیکہ وہ عزم و ارادہ اور علوِ ہمت کے اوصاف سے متصف ہو، زندگی کی غرض و غایت کو پورا کر دکھانا چنداں مشکل نہیں رہتا۔

پھر ہم دیکھتے ہیں کہ اسلام نے انسانی زندگی کی غرض و غایت اور منتہائے مقصود کو واضح کرنے اور اس منتہائے مقصود تک پہنچانے والے جادۂ عمل کو متعین کرنے پر ہی اکتفا نہیں کیا ہے بلکہ اس نے بعض نہایت پرحکمت احتیاطیں بھی بیان فرمائی ہیں۔ اور مقصد ان احتیاطوں کا یہ ہے کہ ان کو ملحوظ رکھنے کے نتیجہ میں ایک مسلمان مقررہ جادۂ عمل سے بھٹک نہ سکے اور کبھی کسی غفلت یا سستی کی وجہ سے کسی لغزش کا ارتکاب ہونے لگے تو وہ فوراً سنبھل جائے۔ اور دوبارہ صراطِ مستقیم پر گامزن ہو کر صحیح خطوط پر اپنی جدوجہد کو جاری رکھ سکے۔ یہ احتیاطیں بھی اپنی نوعیت اور افادیت کے اعتبار سے اتنی ہی اہم ہیں جتنا کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد سے متعلق بنیادی احکام۔ ان کی اسی بنیادی اہمیت کے پیشِ نظر امروزہ صحبت میں ہم ایک خاص احتیاط پر روشنی ڈال کر اس کی ہمہ گیر اثر انگیزی اور کارفرمائی کو واضح کرتے ہیں

وہ نہایت ضروری اور اہم احتیاط یہ ہے کہ اسلام نے جہاں مسلمانوں کو یہ تلقین فرمائی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا حقیقی عبد بننے کی خاطر حقوق اللہ اور حقوق العباد کی کماحقہٗ بجا آوری کا خاص اہتمام کریں وہاں اس نے اس امر پر بھی کچھ کم زور نہیں دیا کہ انہیں چاہیئے کہ وہ اپنے اعمال پر ہرگز نازاں نہ ہوں بلکہ ہر وقت یہ محاسبہ کرتے رہیں کہ آیا وہ اعمال و کردار کے لحاظ سے ان کا قدم صحیح سمت میں اُٹھ رہا ہے یا نہیں۔ اس نے واضح کیا ہے کہ نفس کا یہ محاسبہ ہر شخص کو اس کی غلطی یا کوتاہی پر ٹوکتا اور خبردار کرتا رہے گا۔ اور نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ اس غلطی اور اس کے بُرے اثرات سے محفوظ رہتے ہوئے تعلق باللہ میں آگے ہی آگے قدم بڑھاتا چلا جائے گا۔ اور اس کے بھٹکنے یا گمراہ ہونے کا کبھی سوال پیدا نہ ہوگا اسی لئے ہم دیکھتے ہیں کہ ایک طرف اس نے برائیوں سے بچنے اور نیکیوں میں ترقی کرنے کی نہایت زوردار الفاظ میں بار بار تلقین فرمائی ہے اور دوسری طرف ساتھ کے ساتھ نفس کا محاسبہ کرنے پر بھی بہت زور دیا ہے۔ مثال کے طور پر اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں محاسبۂ نفس کی تلقین کرتے ہوئے فرماتا ہے :-

یٰاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ وَاتَّقُوا اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ وَلَا تَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ نَسُوا اللّٰہَ فَاَنْسٰہُمْ اَنْفُسَہُمْ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الْفٰسِقُوْنَ
(الحشر آیات ۱۹-۲۰)

یعنی اے مومنو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور چاہیئے کہ ہر جان (ہر آن) اس بات پر نظر رکھے کہ اس نے کل کے لئے کیا آگے بھیجا ہے۔ اور تم سب اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور یاد رکھو کہ اللہ تمہارے عمل سے خوب باخبر ہے۔ اور ان لوگوں کی طرح نہ بنو جنہوں نے اللہ کو بھلا دیا۔ سو اللہ نے بھی ان کو اپنی جانوں کا فائدہ بھلا دیا۔ ایسے ہی لوگ ہیں جو اطاعت سے باہر نکلنے والے (یعنی بے راہ روی اختیار کرنے والے) ہیں

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے تقویٰ اختیار کرنے کی تلقین کی ہے اور ساتھ ہی فرمایا ہے کہ تقویٰ اختیار کرنے کا لازمی نتیجہ یہ ہونا چاہیئے کہ تم میں سے ہر ایک کی نگاہ ہر آن اس بات پر رہے کہ اس کے موجودہ اعمال و افعال کیا ہیں اور مستقبل میں ان کا کیا نتیجہ ظاہر ہونے والا ہے۔ اسی کا نام محاسبۂ نفس ہے۔ یعنی ہر شخص کو چاہیئے کہ وہ ہر آن اپنے نفس کا محاسبہ کرتا رہے اور دیکھتا رہے کہ وہ اپنے اعمال و افعال کے لحاظ سے اپنے لئے آگے کیا بھیج رہا ہے اور اس کا کیا انجام ہونے والا ہے۔ آگے چل کر اللہ تعالیٰ نے نفس کا محاسبہ نہ کرنے کے بُرے نتائج اور خطرناک انجام سے ڈرایا ہے۔ اور بتایا ہے کہ جو لوگ اس احتیاط سے فائدہ نہیں اٹھاتے۔ وہ بالآخر خدا سے غافل ہو جاتے ہیں اور اپنے نفع نقصان کو بھلا بیٹھتے ہیں اور بے راہ روی اختیار کر کے خدا کی اطاعت سے باہر ہو جاتے ہیں۔ اس کا انجام یہ ہوتا ہے کہ ان کے سابقہ اعمال بھی حبط ہوئے بغیر نہیں رہتے۔

اسی طرح ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ نے محاسبۂ نفس کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے مستقبل کی فکر کرنے اور ایسے اعمال بجالانے کی تلقین فرمائی ہے کہ جس کے نتیجہ میں وہ صراطِ مستقیم پر گامزن رہتے ہوئے اپنی زندگی کے اصل اور حقیقی مقصد میں کامیاب ہو سکیں۔ اور ساتھ ہی اس نے محاسبۂ نفس کرتے ہوئے اپنی موجودہ اور آیندہ زندگیاں سنوارنے والوں کو کامیابی کی بشارت دی ہے چنانچہ فرماتا ہے :-

وَقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِکُمْ وَاتَّقُوا اللّٰہَ وَاعْلَمُوْا اَنَّکُمْ مُّلٰقُوْہُ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝
(البقرہ آیت ۲۲۴)

یعنی - اور اپنے لئے کچھ آگے بھیجو اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور جان لو کہ تم اس کے روبرو پیش ہونے والے ہو اور (اے رسول) تو (ایسے مومنوں کو جو پہلے ہی سے آیندہ کا فکر رکھنے والے ہیں) خوشخبری دے۔

اس آیت میں قدموا لانفسکم سے مراد یہی ہے کہ ابھی سے اپنے نفسوں کا محاسبہ کر کے اس امر کا جائزہ لیتے رہو کہ تم اپنی آیندہ زندگی کو سنوارنے کے لئے فی الوقت کیا اعمال بجا لا رہے ہو۔ ایسے لوگوں کو جو پہلے ہی سے آیندہ کی فکر رکھنے والے ہوں خدا نے بشارت دی ہے کہ وہ بہرحال کامیاب ہوں گے۔ اور جب قیامت کے روز اپنے مولیٰ کے روبرو پیش ہوں گے تو انہیں کسی قسم کی خجالت اور شرمندگی اٹھانی نہیں پڑے گی بلکہ وہ یہ دیکھ کر کہ ان کا خدا ان سے راضی ہے خوش ہوں گے۔

محاسبۂ نفس کی اس بنیادی اہمیت کے پیشِ نظر ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنے اصحابؓ کو اپنے نفسوں کا محاسبہ کرتے رہنے کی بار بار تلقین فرماتے تھے۔ اور نہایت پرحکمت طریق پر نئے نئے پیرائے میں انہیں یہ باور کراتے تھے کہ اگر وہ خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کر کے اپنی زندگیوں کو کامیاب بنانا چاہتے ہیں تو ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ ہر آن اپنے نفسوں کا محاسبہ کرتے رہیں۔ اور دیکھتے رہیں کہ وہ اعمال و کردار کے ذریعہ سے اپنے لئے کس قسم کا مستقبل تیار کر رہے ہیں چنانچہ احادیث میں آتا ہے کہ ایک دفعہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے خطبۂ جمعہ کے دوران صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو محاسبۂ نفس کی پرزور تلقین کرتے ہوئے فرمایا:-

حَاسِبُوْا اَنْفُسَکُمْ قَبْلَ اَنْ تُحَاسَبُوْا وَمَهِّدُوْا لَهَا قَبْلَ اَنْ تُعَذَّبُوْا وَتَزَوَّدُوْا لِلرَّحِيْلِ قَبْلَ اَنْ تُزْعَجُوْا فَاِنَّمَا هُوَ مَوْقِفُ عَدْلٍ وَاقْتِضَاءُ حَقٍّ وَلَقَدْ اَبْلَغَ فِی الْاِعْذَارِ مَنْ تَقَدَّمَ فِی الْاِنْذَارِ
(خطبات نبوی ص۵۹)

یعنی حسابِ خداوندی سے پہلے اپنے اعمال کی جانچ پڑتال کر لو اور عذاب سے پہلے اس دن کے لئے راستہ تیار کر لو۔ اور وقت سے پہلے کوچ کا سامان مہیا کر لو کیونکہ وہ عدل و انصاف اور حقیقۂ برحق کا مقام ہے جس نے پہلے سے ڈرایا اس نے کسی قسم کی کوتاہی کئے بغیر اپنا فرض ادا کر دیا۔

اس خطبہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تلقین فرمائی ہے کہ قبل اس کے کہ خدا تم سے حساب لے تم خود ہی اپنے نفسوں اور اعمال کا محاسبہ کر کے اپنی ہر کجی کو دور کر لو۔ یعنی قبل اس کے کہ موت آ کر اعمال کے سلسلہ کو ختم کر دے تمہیں چاہیئے کہ تم اپنا محاسبہ کر کے صحیح جادۂ عمل پر گامزن ہو جاؤ۔ ظاہر ہے کہ موت کا معین وقت کسی کو معلوم نہیں ہوتا انسان کی موت کسی وقت بھی واقع ہو سکتی ہے۔ اس لحاظ سے اگر دیکھا جائے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اس نصیحت اور تلقین کا مطلب یہ ہوا کہ انسان کو چاہیئے کہ وہ ہر وقت اور ہر آن اپنے نفس کا محاسبہ کرتا رہے اور اصلاحِ اعمال کی فکر میں لگا رہے۔ اسی طرح وہ اپنے مستقبل اور اپنی آخرت کو سنوار سکتا ہے۔ اگر انسان ذرا بھی غافل ہوا اور اسی حالت میں اس کی موت واقع ہو گئی تو پھر بجز حسرت کے اور کوئی چارۂ کار نہ ہوگا

اسی طرح ایک اور موقع پر آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم نے نہایت بلیغ انداز میں لوگوں کو محاسبۂ نفس کی طرف توجہ دلائی اور فرمایا کہ انسان کو سوچنا اور غور کرنا چاہیئے کہ وہ ہر آن دو خطرناک حالتوں میں گھرا ہوا ہے۔ ایک ماضی اور ایک مستقبل۔ ماضی اس لحاظ سے خطرناک ہے کہ نہ معلوم ماضی میں کئے ہوئے اعمال قبول ہوتے ہیں یا نہیں۔ اور مستقبل اس لحاظ سے خطرناک ہے کہ نہ معلوم مستقبل میں عمل کی توفیق ملتی ہے یا نہیں۔ محاسبہ کا اصل موقع وہی وقت ہے جس میں سے انسان گذر رہا ہوتا ہے۔ انسان کو چاہیئے کہ زمانۂ حال میں یعنی اس وقت میں جس میں سے وہ گذر رہا ہے، اپنے نفس کا محاسبہ کر کے نیک اعمال بجا لانے میں کوشاں رہے اسی طرح وہ اپنے مستقبل یعنی آیندہ زندگی کے لئے توشہ مہیا کر سکتا ہے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا :-

اَیُّهَا النَّاسُ اِنَّ لَکُمْ مَعَالِمَ فَانْتَهُوْا اِلٰی مَعَالِمِکُمْ وَاِنَّ لَکُمْ نِهَایَةً فَانْتَهُوْا اِلٰی نِهَایَتِکُمْ اِنَّ الْمُؤْمِنَ بَیْنَ مَخَافَتَیْنِ بَیْنَ اَجَلٍ قَدْ مَضٰی لَا یَدْرِیْ

ما اللہ صانع بہ وبین اجل قد بقی لا یدری ما اللہ قاض فیہ فلیاخذ العبد من نفسہ لنفسہ ومن دنیاہ لآخرتہ ومن الشبیبۃ قبل الکبر ومن الحیٰوۃ قبل الموت ۔ فوالذی نفس محمد بیدہ ما بعد الموت من مستعتب ولا بعد الدنیا دار الا الجنۃ او النار

یعنی ۔ لوگو! تمہارے لئے شرعی حدود مقرر ہو چکی ہیں بس ان تک پہنچ کر ہیں رک جانا چاہیئے ۔ اور تمہارے لئے عالم آخرت ایک منتہیٰ ہے ۔ پس تم عملِ صالح کر کے وہاں پہنچو مسلمان کو چاہیئے کہ وہ اپنے آپ کو دو خوفناک حالتوں میں گھرا ہوا سمجھے ۔ ایک گذری ہوئی حالت کہ نہ معلوم خدا سابقہ اعمال کو قبول فرماتا ہے کہ نہیں ۔ اور ایک آنے والی حالت کہ معلوم نہیں اس وقت عملِ صالح کی فرصت ملتی ہے یا نہیں ۔ پس انسان کو چاہیئے کہ اپنے لئے اپنا توشہ تیار کرنے کی فکر کرے اور وہ دنیا میں رہ کر اپنی عاقبت سنوار لے بڑھاپے سے پہلے جوانی میں اور موت سے پہلے زندگی میں عملِ صالح بجا لائے ۔ پس قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے کہ مر چکنے کے بعد عتاب اور خجالت دور کرنے کا کوئی موقع نہ ملے گا ۔ اور نہ دنیا کے بعد جنت یا دوزخ کے سوا کوئی تیسرا ٹھکانا ہوگا ۔

(خطبات نبوی صفحہ ۲۹-۳۰)

طوالت کے خوف سے ہم نے یہاں آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کی صرف دو احادیث ہی درج کی ہیں ورنہ کتب احادیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسے اقوال بکثرت ملتے ہیں جن میں حضور نے نہایت ہی پُر اثر و پرمعارف انداز میں محاسبۂ نفس کی اہمیت پر روشنی ڈالی ہے اور اس کے زیرِ اثر نیک اعمال بجا لانے میں مداومت اختیار کرنے کی تلقین فرمائی ہے ۔ یہ سب احادیث علم و دانش اور حکمت و موعظت کا بیش بہا خزینہ ہیں جن کے مطالعہ سے روح پر وجد کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے ۔ اور یہ حقیقت منکشف ہوئے بغیر نہیں رہتی کہ بلاشبہ آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسی کے طفیل محاسبۂ نفس کی یہ صفت صحابہ کرام کی زندگیوں میں انقلابِ عظیم رونما کرنے کا موجب ہی ۔ اور وہ روحانیت میں ترقی کر کے کہیں سے کہیں جا پہنچے ۔ حتیٰ کہ ان کا وجود آسمانِ روحانیت کے درخشندہ ستاروں کی حیثیت اختیار کر گیا ۔ اور وہ ایک جہان کو راہِ راست پر لانے کا وسیلہ ٹھہرے ۔

اس آخری زمانہ میں اللہ تعالےٰ نے احیائے اسلام کی غرض سے جب حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کو مسیح موعود کے منصب پر فائز فرمایا اور اصلاحِ خلق اور سربلندی اسلام کے لئے آپ کو کھڑا کیا تو آپ نے جہاں انسانی زندگی کی غرض و غایت اور اس کے حصول کے وسائل کو پوری شد و مد کے ساتھ پیش فرمایا وہاں آپ نے ان احتیاطوں کو بھی از سرِ نو ذہن نشین کرایا جو اسلام کی مقرر کردہ راہِ عمل پر گامزن رہنے میں ممد ثابت ہو سکتی ہیں چنانچہ اس ضمن میں آپ نے محاسبۂ نفس کی عادت کو اپنے اصحاب میں ایسا راسخ کیا کہ آپ کی قوتِ قدسی کی بدولت ان کے لئے عمل و کردار کے مخصوص راستہ پر گامزن ہو کر تعلق باللہ میں ترقی کرنا قطعاً مشکل نہ رہا ۔ اور اٰخرین منھم کا مصداق یہ خوش بخت گروہ دیکھتے ہی دیکھتے اس اوجِ کمال کو جا پہنچا کہ دنیا حیرت زدہ ہو کر عش عش کر اٹھی ۔ محاسبۂ نفس کے تعلق میں آپ کے یہ مواعظِ حسنہ اس قدر اثر و جذب میں ڈوبے ہوئے ہیں کہ اگر قرآن مجید اور احادیثِ نبوی کے ساتھ ساتھ ہم ان کا بھی بغور مطالعہ کریں اور ان کے ما لہٗ و ما علیہ پر غور کر کے خدا سے عمل کی توفیق چاہیں تو آج ہمارے لئے بھی اسلام کے مقرر کردہ جادۂ عمل پر گامزن رہنا اور حقیقی عبودیت کی منزلِ مقصود کو پا لینا آسان ہی نہیں بلکہ بہت آسان ہو سکتا ہے ۔ ذیل میں ہم آپ کے ان مواعظِ حسنہ کے بعض اقتباسات درج کرتے ہیں ۔ آپ محاسبۂ نفس کی اہمیت کو ایک نہایت ہی لطیف مثال سے واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

"ہر یک نور یا اندھیرا پہلے دل میں ہی پیدا ہوتا ہے اور پھر رفتہ رفتہ تمام بدن پر محیط ہو جاتا ہے ۔ سو اپنے دلوں کو ہر دم ٹٹولتے رہو اور جیسے پان کھانے والا اپنے پانوں کو پھیرتا رہتا ہے اور ردی ٹکڑے کو کاٹتا ہے اور باہر پھینکتا ہے اسی طرح تم بھی اپنے دلوں کے مخفی خیالات اور مخفی عادات اور مخفی جذبات اور مخفی ملکات کو اپنی نظر کے سامنے پھیرتے رہو ۔ اور جس خیال یا عادت یا ملکہ کو ردی پاؤ اس کو کاٹ کر باہر پھینکو ۔ ایسا نہ ہو کہ وہ تمہارے سارے دل کو ناپاک کر دیوے اور پھر تم کاٹے جاؤ ۔" (ازالہ اوہام صفحہ ۳۲۸)

آپ نے محاسبۂ نفس کی تلقین کے علاوہ اس امر پر بھی روشنی ڈالی ہے کہ محاسبہ نفس کا معیار کیا ہونا چاہیئے ۔ چنانچہ نہایت پُر درد اور مسحور کن انداز میں فرماتے ہیں :-

"خدا سے ڈرتے رہو اور تقوےٰ اختیار کرو اور مخلوق کی پرستش نہ کرو ۔ اور اپنے مولیٰ کی طرف منقطع ہو جاؤ اور دنیا سے دل برداشتہ رہو اور اسی کے ہو جاؤ ۔ اور اسی کے لئے زندگی بسر کرو ۔ اور اس کے لئے ہر ایک ناپاکی اور گناہ سے نفرت کرو کیونکہ وہ پاک ہے ۔ چاہیئے کہ ہر ایک صبح تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے تقوےٰ سے رات بسر کی اور ہر ایک شام تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے ڈرتے ڈرتے دن بسر کیا ۔"

(کشتی نوح صفحہ ۱۲)

سو گویا تقوےٰ اللہ اور اس کے زیرِ اثر محاسبۂ نفس کا معیار یہ ہے کہ ہر صبح رات کے بارہ میں اور ہر شام دن کے بارہ میں گواہی دے کہ تمہارا ایک ایک لمحہ نفس کا محاسبہ کرنے اور اس کی اصلاح کرنے میں ہی بسر ہوا ہے اور کسی قسم اور کسی نوع کی بے راہ روی تمہارے قریب بھی نہیں پھٹکی ہے ۔ اللہ! اللہ! محاسبۂ نفس کا کتنا اعلےٰ و ارفع معیار آپ نے پیش فرمایا ہے ۔ اس میں کیا شک ہے کہ جو اس معیار پر پورا اترنے کی کوشش کرے گا وہ زندگی کے اصل مقصد کو ضرور پا لے گا ۔ اور بالآخر پورے انشراحِ صدر کے ساتھ کہہ سکے گا کہ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے سورۃ الحشر میں اللہ تعالےٰ نے ایک طرف تو محاسبۂ نفس سے غافل ہو کر خدا کو بھول جانے والوں کو فاسق قرار دیا ہے اور انہیں برے انجام سے ڈرایا ہے اور دوسری طرف نفس کا محاسبہ کرنے والوں کو کامیابی اور جنت کی بشارت دی ہے ۔ چنانچہ آپ بھی اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

۱۔ "جو شخص دنیا سے دل نہ لگا وے اور اپنی حالت پر نظر کرے اور اپنے قصوروں کا تدارک چاہے خدا تعالےٰ اس کو بصیرت بخش دیتا ہے ورنہ بَلْ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ مَّا کَانُوْا یَکْسِبُوْن کا مصداق ہو جاتا ہے ۔"

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر ۲ صفحہ ۲۳)

۲۔ "اللہ کا خوف اسی میں ہے کہ انسان دیکھے کہ اس کا قول و فعل کہاں تک ایک دوسرے سے مطابقت رکھتا ہے ۔ پھر جب دیکھے کہ اس کا قول و فعل برابر نہیں تو سمجھ لے کہ وہ موردِ غضبِ الٰہی ہوگا ۔"

(رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء)

۳۔ "ہر ایک اپنے اندر غور کرے کہ اس کا اندرونہ کیسا ہے اور اس کی باطنی حالت کیسی ہے ۔ اگر ہماری جماعت بھی خدانخواستہ ایسی ہے کہ اس کی زبان پر کچھ ہے اور دل میں کچھ ہے تو پھر خاتمہ بالخیر نہ ہوگا ۔ اللہ تعالےٰ جب دیکھتا ہے کہ ایک جماعت جو دل سے خالی ہے ۔ محض زبانی دعوےٰ کرتی ہے تو وہ غنی ہے پروا نہیں کرتا .... پس ہمیشہ دیکھنا چاہیئے کہ ہم نے تقویٰ و طہارت میں کہاں تک ترقی کی ہے ۔"

(رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء)

۴۔ "مومن فراست کے ساتھ اپنے نفس کا چابک سوار ہوتا ہے (یعنی ہر آن اپنے نفس کا محاسبہ کر کے اس کی اصلاح کیلئے کوشش کرتا رہتا ہے) خدا کی طرف سے اس کو نور ملتا ہے جس سے وہ راہ پاتا ہے ۔ اسی لئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اتقوا فراسۃ المؤمن فانہ ینظر بنور اللہ ۔ یعنی مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے ۔"

(روئداد جلسہ دعا مورخہ ۲۰ر فروری ۱۹۰۰ء)

ان سب اقتباسات میں آپ نے انفرادی محاسبۂ نفس پر زور دیا ہے ۔ یعنی یہ کہ ہر شخص خود اپنے نفس کا محاسبہ کر کے اس کی اصلاح کے لئے جد و جہد کرتا رہے اور اس طرح نیکیوں میں ترقی کرنے کی کوشش کرے ۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ آپ نے اجتماعی محاسبہ پر بھی کچھ کم زور نہیں دیا ۔ یعنی یہ کہ ایک خاص نظام کے ماتحت جماعتی سطح پر بھی یہ محاسبہ کرنا ضروری ہے کہ آیا جماعت بحیثیت مجموعی اعمال و کردار کے لحاظ سے مسابقت فی الخیرات کی روح سے کام لیتے ہوئے اپنے قیام کی علتِ غائی کو پورا کر رہی ہے یا نہیں ۔ اجتماعی محاسبہ کے تعلق میں آپ نے اس امر کو ضروری قرار دیا ہے کہ اگر کچھ لوگ ایسے نظر آئیں جو اپنی اصلاح پر کسی طور آمادہ نہ ہوں اور بے راہ روی میں اس درجہ آگے بڑھ چکے ہوں کہ ان کی اصلاح کی کوئی صورت نظر نہ آتی ہو تو پھر آخری چارۂ کار کے طور پر ایسے اشخاص کو جماعت سے الگ کر دینا چاہیئے تاکہ وہ دوسروں پر اپنا اثر ڈالنے اور جماعت کو بدنام کرنے کا موجب نہ بن سکیں ۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں :-

"میں نہیں چاہتا کہ اس نیک جماعت میں کبھی کوئی ایسا آدمی مل کر رہے جس کے حالات مشتبہ ہوں یا جس کے چال چلن پر کسی قسم کا اعتراض ہو سکے یا اس کی طبیعت میں کسی قسم کی مفسدہ پردازی ہو یا کسی اور قسم کی ناپاکی اس میں پائی جائے ۔ لہٰذا ہم پر یہ واجب اور فرض ہوگا کہ اگر ہم کسی کی نسبت کوئی شکایت سنیں گے کہ وہ خدا تعالےٰ کے فرائض کو عمداً ضائع کرتا ہے یا کسی ٹھٹھے اور بیہودگی کی مجلس میں بیٹھتا ہے یا کسی اور قسم کی بدچلنی اس میں ہے تو وہ فی الفور اپنی جماعت سے الگ کر دیا جائے گا ۔ اور پھر وہ ہمارے ساتھ اور ہمارے دوستوں کے ساتھ نہیں رہ سکے گا ۔"

(اشتہار رقم فرمودہ ۲۹ر مئی ۱۸۹۸ء)

* * * *

جوہرِ تقوےٰ

از مکرم سید حمید الدین صاحب سیکرٹری تبلیغ جمشید پور بہار

مصفیٰ قطرۂ باید کہ تا گوہر شود پیدا

اس عالم رنگ و بو میں جہاں صدہا قسم کی مخلوقات اپنی جبلی فطرت سے خلاق عالم کی قدرت کا مظاہرہ کر رہی ہے وہاں انسان یعنی اشرف المخلوقات بھی اپنے کاریگر کی کاریگری کو نت نئے روپ سے جلوہ افروز کر رہا ہے۔ آبِ باراں کا ایک صاف اور شفاف قطرہ آبدار موتی میں تبدیل ہو جاتا ہے اور ماءِ مہین سے پیدا شدہ انسان بھی تقوےٰ کی باریک راہوں پر گامزن ہو کر احسن تقویم کے زمرہ میں داخل ہو جاتا ہے جس طرح کہ آبِ باراں کا ایک ہی صاف اور شفاف قطرہ صدف کے پیٹ میں داخل ہو کر قادرِ مطلق کی قدرت کو منکشف کرتا ہے۔ اسی طرح اور بعینہٖ اسی طرح انسان ضعیف البنیان بھی تقوےٰ کی گہرائی میں داخل ہو کر تمام منازل سلوک کو طے کرنے کے بعد عالم روحانیت میں ایک چمکتا ہوا موتی بن جاتا ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتقا ہے
اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے

مذاہب عالم کی علتِ غائی اگر اللہ تعالیٰ کی پہچان ہے تو یہ بھی سچ ہے کہ اس علتِ غائی تک پہونچنے کے لئے سب سے پہلا قدم تقوےٰ اور صرف تقوےٰ ہی ہے۔ چنانچہ قرآن مجید نے بھی اس حقیقت کو واضح فرمایا ہے کہ باوجودیکہ کلام پاک اپنی تمام خوبیوں میں یکتا ہے مگر اس سے فائدہ اٹھانے والے صرف متقی ہی ہوتے ہیں۔ اور متقیوں کے اوصاف کو بیان کرتے ہوئے اس بات کی وضاحت کی ہے کہ وہ غیب کی باتوں پر ایمان لاتے ہیں۔ نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ متقی بننے کے لئے سب سے پہلی شرط ایمان بالغیب ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات وراء الوراء اور باریک در باریک ہے اس لئے جب بندہ کی طرف سے اس وراء الوراء ہستی پر ایمان کی کیفیت بزبانِ حال و قال انتہا تک پہنچ جاتی ہے۔ تو پھر بندہ پرور کی طرف سے بھی اس پر نتیجہ مرتب ہوتا ہے اور وہ ذات بے ہمتا اپنی تمام پنہائیوں کے باوجود اپنی خاص مہربانی سے اس پر جلوہ گر ہوتی ہے۔ اور غیبوبیت شہادت سے بدل جاتی ہے۔ اس سالک کے لئے تمام روحانی بھید بصیرت کی راہ اختیار کرتے ہیں۔ اور وہ اپنی روحانی آنکھوں سے جلوۂ محبوب کو عیاں دیکھتا ہے۔

تقویٰ کی راہوں کی جانکاری کے لئے اسوۂ رسول صلعم کی ضرورت ہوتی ہے اور تمام متقیوں کے سردار اعظم اور انسانِ کامل کی پاک زندگی کا نمونہ ہی اس راہ کا سنگِ میل ہے۔ پھر اس زمانہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے جانثار خادم اور عاشق صادق یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اسوہ بھی ہمارے لئے تازہ نمونہ ہے جس کے طفیل احمدیت کے بیشتر پروانے اس کوچہ سے آشنا ہو چکے ہیں اللّٰھم زد فزد۔ اسلام نے جس صراطِ مستقیم کی طرف ہماری رہنمائی کی ہے اس کا آغاز اور انجام تقویٰ ہی ہے۔ لیکن جیسا کہ سیدنا حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں تقوےٰ شروع میں کچھ تکلف کو چاہتا ہے اور "تکلف میں ہے تکلیف سراسر" کے مقولہ کے مطابق متقی کو ہر آن تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ یہاں تک کہ یہ تکلیف عین راحت و سرور میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ اور خدا کی راہ میں ہر تکلیف متقی کے درجہ کو بلند سے بلند تر کرتی چلی جاتی ہے۔ کچھ دنوں کے بعد عقل و خرد کے تقاضے دھرے کے دھرے رہ جاتے ہیں اور بقول اقبال ؎

بے خطر کود پڑا آتشِ نمرود میں عشق
عقل ہے محوِ تماشائے لبِ بام ابھی

دنیا اس محیر العقول تبدیلی کو دیکھ کر دنگ رہ جاتی ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تقوےٰ کے حصول کی راہیں ہم پر آسان کر دی ہیں اور روحانی نکتہ ہائے راز کو بھی کھول دیا ہے۔ ضرورت صرف اس امر کی ہے کہ ہم ان راہوں پر گامزن ہوں اور اپنے نفس کا محاسبہ کریں کہ وہ ان تین مدارج میں سے یعنی نفسِ امارہ۔ نفسِ لوامہ اور نفسِ مطمئنہ۔ کس درجہ میں ہے۔ حضور فرماتے ہیں:۔

"سو اے وے تمام لوگو! جو اپنے تئیں میری جماعت میں شمار کرتے ہو، آسمان پر تم اس وقت میری جماعت شمار کئے جاؤ گے جب سچ مچ تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو گے۔ سو اپنی پنجوقتہ نمازوں کو ایسے خوف اور حضور سے ادا کرو کہ گویا تم خدا تعالیٰ کو دیکھتے ہو۔ اور اپنے روزوں کو خدا کیلئے صدق کے ساتھ پورے کرو۔ ہر ایک جو زکوٰۃ کے لائق ہے زکوٰۃ دے اور جس پر حج فرض ہو چکا ہے اور کوئی مانع نہیں وہ حج کرے۔ نیکی کو سنوار کر ادا کرو اور بدی کو بیزار ہو کر ترک کرو۔ یقیناً یاد رکھو کہ کوئی عمل خدا تک نہیں پہنچ سکتا جو تقوےٰ سے خالی ہے۔ ہر ایک نیکی کی جڑ تقوےٰ ہے جس عمل میں یہ جڑ ضائع نہ ہو گی وہ عمل بھی ضائع نہ ہو گا۔" (کشتی نوح)

رمضان کے روزے

از مکرم راجہ غلام محمد خان صاحب صدر جماعت احمدیہ چک ایمرچھ کشمیر

حضرت سیدنا مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے کہ رمضان سورج کی تپش کو کہتے ہیں۔ رمضان میں چونکہ انسان اکل و شرب اور تمام جسمانی لذتوں پر صبر کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے احکام کے لئے ایک حرارت اور جوش اپنے اندر پیدا کرتا ہے۔ اس لئے روحانی اور جسمانی حرارت اور تپش مل کر رمضان ہوا۔ رمضان دعاؤں کا مہینہ ہے۔ نماز تزکیۂ نفس کرتی ہے اور روزہ سے تجلی قلب ہوتی ہے اور تجلیٔ قلب سے مکاشفات ہوتے ہیں جس سے مومن خدا تعالیٰ کو دیکھ لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا خاص ارشاد ہے فمن شہد منکم الشہر فلیصمہ۔ سیدہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایام جاہلیت میں قریش عاشورہ کے دن روزہ رکھتے تھے جب حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو اس دن روزہ رکھا۔ اور صحابہ کرامؓ کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ جب رمضان کے روزے فرض ہوئے تو عاشورہ کا روزہ چھوڑ دیا گیا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہجرت کے بعد سب سے پہلے جو حکم منسوخ ہوا وہ قبلہ کا حکم ہے۔ یعنی کعبہ کو قبلہ قرار دیا گیا۔ اس کے بعد روزہ فرض ہوا۔

روزہ میں جھوٹ غیبت زنا چوری وغیرہ افعال قبیحہ سے بچنے کی سخت تاکید ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کئی روزہ دار ایسے ہیں کہ انہیں بجز بھوک پیاس روزے کا کوئی فائدہ نہیں۔ نیز فرمایا کہ جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں اور شیطان کو زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے۔ رمضان کا چاند نظر آنے پر یا ۳۰ شعبان ختم ہونے پر روزہ فرض ہو جاتا ہے

روزے کے احکام یہ ہیں:۔

۱۔ روزہ میں نیت کرنا شرط ہے مگر زبان سے نیت کرنا ضروری نہیں۔ نیت کا تعلق دل سے ہے ۲۔ قصداً کوئی چیز کھانے پینے سے قضا اور کفارہ لازمی ہے۔ ۳۔ بھول کر کھانے پینے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا۔ ۴۔ حقہ سگرٹ پینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے ۵۔ صبح صادق کے بعد اس خیال سے کہ ابھی رات ہے کچھ کھا پی لیا اور پھر معلوم ہوا کہ صبح ہو چکی تھی تو قضا کرے کفارہ نہیں۔ ۶۔ خوشبو لگانے اور مسواک کرنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ ۷۔ نسوار لینے سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے۔ ۸۔ بغیر ضرورت کھانے کا نمک چکھنا مکروہ ہے۔ ۹۔ مریض اور مسافر پر روزہ فرض نہیں۔

مرض اور سفر کی حد رو کیا ہیں۔ انہیں شریعت نے خاص طور پر متعین نہیں کیا بلکہ عام طور پر مقیس کیا ہے۔ اس بارہ میں ہر شخص خود اپنے لئے مفتی ہے۔ مرض ایسا ہو جس کا اسے احساس ہو اور وہ سمجھے کہ اس کی موجودگی میں روزہ رکھنے سے اسے جسمانی نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے یا اس کے دماغ پر اس کا اثر پڑے گا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ خدا نے یہ نہیں فرمایا کہ مرض تھوڑا ہو یا بہت۔ اور سفر چھوٹا ہو یا لمبا۔ بلکہ حکم عام ہے۔ مریض اور مسافر اگر روزہ رکھیں گے سبب کہ وہ دراصل مریض اور مسافر ہوں تو ان پر حکم عدولی کا فتوےٰ لازم آئے گا۔ سفر کی حد کے سلسلہ میں کہا گیا ہے کہ سحری کھا کر گھر سے کسی دوسری جگہ جانے کے لئے نکلے اور غروب آفتاب سے پہلے گھر واپس آ جائے تو وہ مسافر نہیں اسے روزہ رکھنا ضروری ہے۔ ایسا بوڑھا جو روزے کے لئے قوت برداشت نہ رکھتا ہو روزہ کے بدلے فدیہ دے۔ بغیر عذر شرعی کے روزہ چھوڑنا جائز نہیں اور عذر شرعی کی موجودگی میں روزہ رکھنا درست نہیں۔ مسلم اور اہل کتاب کے روزہ میں سحری کھانے کا فرق ہے۔ اہل کتاب سحری نہیں کھاتے۔

روزہ کی افطاری کے متعلق یہ حکم ہے کہ جب سورج غروب ہو جائے تو روزہ کھول دینا چاہئے حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مجھے سب سے زیادہ وہ بندہ پیارا ہے جو روزہ افطار کرنے میں جلدی کرتا ہے۔ ایک اور حدیث میں آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ جب تک میری امت میں سحری دیر سے کھانے اور افطاری جلدی کرنے پر لوگ کاربند رہیں گے۔ وہ برکات سے فائدہ اٹھائیں گے۔ رمضان کی راتوں کو زندہ رکھنا یقیناً کم ہونا برکتوں کا موجب ہے۔ اور رات کو جاگنا بہت بڑی کامیابی ہے۔ لیلۃ القدر ایک ایسی رات ہے جس میں انسان کو قبولیت دعا کی گھڑی نصیب ہوتی ہے۔ یہ رات ہزار مہینوں سے بھی بڑھ کر ہے۔ خصوصاً یہ رات رمضان کے آخری عشرہ میں طاق راتوں میں آتی ہے۔ جو شخص اعتکاف کا ارادہ رکھتا ہو وہ ۲۰ رمضان کی صبح کو سحری کے بعد اعتکاف میں بیٹھ جائے۔ اور رمضان کا آخری عشرہ اعتکاف کی حالت میں نمازوں نوافل تلاوت قرآن پاک اور دعاؤں میں گزارے۔

صدقۃ الفطر کی ادائیگی ہر مسلمان مرد عورت بچے اور بوڑھے پر واجب ہے۔ چونکہ یہ فنڈ غربا اور یتامیٰ اور مساکین کے لئے ہوتا ہے اس لئے رمضان المبارک ختم ہونے سے قبل ہی اس کی ادائیگی ضروری ہے تاکہ عید سے قبل اسے مستحقین میں تقسیم کیا جا سکے۔ یہ فنڈ مقامی غربا پر بھی خرچ ہو سکتا ہے۔ لیکن زائد رقم کا مرکز میں بھجوانا ضروری ہے۔ فطرانہ کی مقدار ایک صاع مقرر ہے جو پونے تین سیر کا ہوتا ہے اسی طرح عید فنڈ کی ادائیگی بھی ضروری ہے جو حضرت مسیح موعودؑ کا مقرر فرمودہ ہے۔

وصیت سے تعلق رکھنے والے چندوں اور اموال کی اہمیت کے متعلق

تین اہم واقعات

از مکرم شیخ محمد الدین صاحب ریٹائرڈ مختار عام صدر انجمن احمدیہ ربوہ

کچھ عرصہ ہوا مکرم سیکرٹری صاحب بہشتی مقبرہ کا ایک نوٹ الفضل میں "حفظِ مراتب" کے عنوان کے تحت میری نظر سے گذرا۔ اس پر مجھے ذیل کے واقعات یاد آگئے۔

۱۔ تقسیم ملک سے بہت عرصہ قبل ایک دفعہ ایک نوجوان اپنے والد کی نعش ضلع جالندھر کے کسی علاقہ سے لاتے۔ اس کے ذمہ غالباً ۔/۳۰۰ روپیہ کا حصہ آمد بقایا تھا۔ لیکن وہ نوجوان یہ رقم ادا کرنے کے قابل نہ تھا۔ یہ معاملہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے حضور مسجد مبارک قادیان میں پیش ہوا۔ اس نوجوان نے بڑی منت و سماجت کی کہ حضور میں یہ بقایا ادا نہیں کر سکتا اور میرے والد صاحب مرحوم نے جو وفات سے کافی عرصہ پہلے بیمار چلے آرہے تھے مجھے تاکید کی تھی کہ میری نعش کو جس طرح ہو سکے قادیان میں پہنچا دینا۔ سو میں نعش لایا ہوں۔

اس پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ نے یہ تحریری ارشاد فرمایا:۔

"یہ وصیتی نظام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا تعالیٰ کی وحی کے ماتحت قائم کیا ہے میں ان چندوں کو معاف کرنے کا مجاز نہیں۔ بہرصورت یہ رقم بقایا ادا کرنی پڑے گی۔"

اس پر وہ نوجوان بہت دلگیر ہوا اور بہت منت سماجت کی۔ چنانچہ حضور نے مجھے زبانی فرمایا کہ:۔

"اس رقم کی آسان قسطیں ان کے ساتھ کر لو۔"

۔/۵ روپیہ ماہوار کی قسط مرحوم کے بیٹے نے منظور کر لی۔ اس کے بعد مرحوم کو مقبرہ بہشتی میں دفن کیا گیا۔

۲۔ حضرت سیدہ امۃ الحیٔ صاحبہ مرحومہ حرم ثانی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی جب وفات ہوئی تو حضور نے ان کی وصیت کی فائل منگوائی میں فائل لے کر مسجد مبارک قادیان کی چھت پر حاضر ہوا۔ حضور نے فائل دیکھ کر مبلغ ایک ہزار روپیہ صدر انجمن احمدیہ کے خزانہ میں بمد حصہ جائداد داخل کروا دیا اور پھر مجھے فرمایا کہ قبر فلاں جگہ تیار کراؤ۔ اس کے مطابق عمل کیا گیا۔

۳۔ اس کے کچھ عرصہ بعد محترمہ امام بی بی صاحبہ زوجہ حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی۔ حضرت چوہدری نصر اللہ خاں صاحب مرحوم نے جو اس وقت صدر انجمن احمدیہ کے ناظر اعلیٰ تھے اور صیغہ مقبرہ بہشتی کے افسر تھے مجھ سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے نام حسب ذیل مضمون کی چٹھی لکھوائی:۔

"مفتی صاحب صدر انجمن احمدیہ کے ممبر ہیں قاعدہ اور قانون کے واقف ہیں اپنی بیوی کے متروکہ اموال کا حصہ جمع کرا دیں گے حضور براہِ مہربانی مرحومہ کو مقبرہ بہشتی میں دفن کرنے کی اجازت فرما دیں۔"

اس پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے حسب ذیل ارشاد فرمایا:۔

"میں نے امۃ الحیٔ مرحومہ کی وفات پر وصیت کی ادائیگی کر کے ان کو مقبرہ بہشتی میں دفن کرایا تھا جب ہم بھی قانون کی پابندی کرتے ہیں تو ان سے کیوں نہ قانون کی پابندی کرائی جاتے۔"

چنانچہ چوہدری نصر اللہ خاں صاحب مرحوم نے مجھے فرمایا کہ حضور کا یہ ارشاد لے جاؤ اور حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ کو جا کر دکھلا دو۔ حضرت مفتی صاحب نے پڑھ کر وصیت کی ادائیگی کا اسی وقت انتظام کروا دیا۔ اس کے بعد ان کی اہلیہ محترمہ امام بی بی صاحبہ مقبرہ بہشتی میں دفن ہوئیں

میں احباب جماعت کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ وصیتی اموال کی ادائیگی کی طرف خصوصیت سے توجہ رکھا کریں۔ کیونکہ یہ ادائیگیاں ضروری اور فرائض میں سے ہیں۔ خدا تعالےٰ ہم سب کو اس پر عمل کرنے اور کرانے کی توفیق بخشے۔

خاکسار

شیخ محمد الدین ریٹائرڈ مختار عام صدر انجمن احمدیہ

شکرانہ فنڈ

انسان کا خاصہ ہے کہ وہ مختلف خوشی کی تقاریب پر مثلاً

- نکاح کے موقعہ پر یا شادی پر
- بچے کی پیدائش پر
- مکان کی تعمیر پر
- امتحان میں کامیاب ہونے پر

اللہ تعالےٰ کے حضور شکرانہ پیش کرتا ہے آپ بھی ایسے مواقع پر محاسب صاحب قادیان کے نام رقوم بھجوائیں　　ناظر بیت المال قادیان

رمضان المبارک میں

قادیان میں نماز تراویح اور درس القرآن کا انتظام

رمضان المبارک کے شروع ہونے پر نظارت تعلیم و تربیت کے زیر ہدایت مقامی طور پر حسب سابق مسجد مبارک و مسجد اقصےٰ میں نماز تراویح اور درس القرآن کا بتفصیل ذیل انتظام کیا گیا ہے۔

مسجد اقصےٰ میں بعد نماز عشاء مکرم حافظ ناظر دین صاحب اور مسجد مبارک میں بوقت سحری مکرم حافظ سخاوت علی صاحب نماز تراویح پڑھا رہے ہیں

درس القرآن الکریم

سالہائے گذشتہ کی طرح امسال بھی نماز ظہر سے نماز عصر تک مسجد اقصےٰ میں درس القرآن جاری ہے۔ جس میں بتفصیل ذیل علمائے سلسلہ مقررہ حصہ کا درس دے رہے ہیں:۔

مقررہ حصہ قرآن کریم	تعداد ایام	اسمائے علماء
۱۔ سورۃ فاتحہ تا نساء ختم	۵ یوم	محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب
۲۔ سورۃ مائدہ تا انفال ختم	۴ "	مکرم مولوی محمد عمر علی صاحب
۳۔ سورۃ توبہ تا ہود ختم	۳ "	" مولوی محمد صادق صاحب ناقد
۴۔ سورۃ یوسف تا بنی اسرائیل	۳ "	" مولوی محمد کریم الدین صاحب
۵۔ سورۃ کہف تا عنکبوت	۵ "	" مولوی عبد القادر صاحب دہلوی
۶۔ سورۃ روم تا الناس	۹ "	" مولوی محمد حفیظ صاحب بقاپوری

درخواستہائے دعاء

۱۔ اخبار الفضل سے معلوم ہوا ہے کہ میرے محترم مرزا برکت علی صاحب جو سیدنا حضرت مسیح موعود کے صحابی ہیں۔ ربوہ میں بیمار ہیں اور نقاہت بڑھ گئی ہے احباب سے دعائے صحت کی درخواست ہے۔ خاکسار مرزا ظہیر الدین محمود احمد درویش قادیان

۲۔ میری نسبتی بہن اہلیہ مکرم محمد عثمان صاحب انگلور شدید بیمار ہے اور بنگلور ہسپتال میں داخل ہے۔ نیز میری پھوپھی زاد ہمشیرہ شدید بیمار ہے۔ احباب ہر دو کے لئے دعائے صحت فرمائیں۔

خاکسار احمد حسین درویش قادیان

۳۔ عزیزم زکی الدین سلمہ امسال میٹرک کا امتحان دے رہا ہے گذشتہ سال بوجہ کامیاب نہ ہو سکا تھا احباب کرام درد دل سے عزیز کی کامیابی کیلئے دعا فرماویں۔ خاکسار سید حمید الدین جمشید پور

۴۔ میرا لڑکا عزیز منظور احمد جو پڑھائی میں کسی قدر کمزور ہے امسال مڈل کا امتحان دے رہا ہے۔ میں اس کی تعلیم کا زیادہ تر اس لئے متمنی ہوں کہ وہ سلسلہ کا لٹریچر پڑھ کر احمدیت میں پختہ ہو جائے۔ سو عزیز کی کامیابی سے زیادہ میری اس دلی خواہش کی تکمیل کے لئے احباب دعا فرمائیں۔ خاکسار راجہ مظفر خاں بسند براڑی کشمیر۔

۵۔ رمضان کے مبارک مہینہ میں خاکسار کے لئے اور جماعت جمشید پور کے لئے احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ دین و دنیا میں ہم سب کا حافظ و ناصر ہو۔ خاکسار عبد المجید سیکرٹری تعلیم جمشید پور

صدقۃ الفطر — اور — عید فنڈ

صدقۃ الفطر صدقۃ الفطر بظاہر ایک چھوٹا سا اور معمولی حکم معلوم ہوتا ہے لیکن بعض احکام جو دیکھنے میں معمولی معلوم ہوتے ہیں حقیقت میں وہ بڑے اہم اور ضروری ہوتے ہیں۔ ان کا بجا لانا خدا تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کا باعث اور نہ بجا لانا ناراضگی کا باعث ہو سکتا ہے اس قسم کے اسلامی احکام میں سے جو حقوق العباد سے متعلق ہیں ایک حکم صدقۃ الفطر کا بھی ہے جو تمام مسلمان مردوں عورتوں اور بچوں پر خواہ وہ کسی حیثیت کے ہوں فرض ہے۔ جو شخص اس فرض کو ادا نہ کر سکتا ہو اس کی طرف سے اس کے سرپرست یا مربی کے لئے ضروری ہے کہ وہ ادا کرے۔ اس کی مقدار اسلام نے ہر ذی استطاعت شخص کے لئے ایک صاع غلہ اور جو طاقت نہ رکھتا ہو نصف صاع غلہ مقرر کی ہے۔ صاع ایک عربی پیمانہ ہے جو پونے تین سیر کے قریب ہوتا ہے۔ سالم صاع کو ادا کرنا افضل اور اولیٰ ہے۔

چونکہ آجکل فطرانہ عام طور پر نقدی کی صورت میں ادا کیا جاتا ہے اس لئے جماعتیں مقامی نرخ کے مطابق فطرانہ کی شرح مقرر کر سکتی ہیں۔ اس کی ادائیگی رمضان میں ہی کی جانی چاہیئے۔ تاکہ مستحق ناداروں کی امداد عید سے قبل ہو جائے۔ اور وہ عید پر اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔

یہ رقم مقامی غرباء اور مساکین میں بھی خرچ کی جا سکتی ہے۔ اگر کوئی مقامی آدمی ایسا نہ ہو تو کل جمع شدہ رقم مرکز میں بھجوا دینی چاہیئے۔ یا مقامی مستحقین سے رقم بچ جاتے تو وہ بھی مرکز میں بھجوا دی جاتے۔ قادیان میں غلہ کے نرخ کے لحاظ سے صدقۃ الفطر کی شرح ایک روپیہ مقرر کی گئی ہے۔

عید فنڈ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ سے ہر کمانے والے فرد کے لئے ایک روپیہ فی کس کی شرح سے عید فنڈ مقرر ہے اس لئے احباب اس مد میں بھی زیادہ سے زیادہ چندہ ادا کر کے عند اللہ ماجور ہوں اس مد میں وصول ہونے والی رقوم مرکز میں آنی چاہیئں۔

ناظر بیت المال قادیان

فریضۂ زکوٰۃ

رمضان کا بابرکت مہینہ شروع ہو چکا ہے اس مہینہ میں مومنین جہاں عبادت و ریاضت کر کے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرتے ہیں وہاں وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے دین کی خاطر ہر قسم کی قربانی کرنے کے لئے اپنے دلوں میں ایک امنگ اور ولولہ پاتے ہیں۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق حدیث شریف میں آتا ہے کہ حضور اکرم اس مہینہ میں بے انتہا صدقہ و خیرات فرمایا کرتے تھے ہماری جماعت کے اکثر احباب بھی اسی مبارک مہینہ میں صدقہ و زکوٰۃ کی رقوم بھجواتے ہیں

زکوٰۃ ایک شرعی فریضہ ہے اور ہر صاحبِ نصاب کے لئے اس کی ادائیگی اسی طرح ضروری ہے جس طرح کہ نماز کی ادائیگی۔ اور اس فریضہ میں کوتاہی اختیار کرنے والا انسان خدا تعالیٰ کے حضور اسی طرح جوابدہ اور قابلِ مواخذہ ہے جس طرح کہ ایک تارکِ نماز۔

لہٰذا جملہ صاحبِ نصاب احباب کو یاد دہانی کرائی جاتی ہے کہ وہ رمضان المبارک کے مقدس ایام میں اس فریضۂ زکوٰۃ کو بھی اپنے ذہن میں مستحضر رکھیں اور نہ صرف خود اس فریضہ کی ادائیگی کی طرف توجہ کریں بلکہ دیگر دوستوں اور زیر اثر احباب کو بھی اس فرض کی ادائیگی کی طرف توجہ دلاویں۔

اگر ہماری جماعت کے احباب کما حقہٗ ادائیگی زکوٰۃ کی طرف توجہ کریں اور اپنا محاسبہ کریں تو بفضلہ تعالیٰ اکثر گھروں سے زکوٰۃ کی معقول رقم نکل سکتی ہے تاکہ مرکزی انتظام کے ماتحت جماعت کے ضرورتمند غرباء و مساکین اور یتامیٰ میں تقسیم کی جا سکے۔

پس ضرورت اس امر کی ہے کہ احبابِ جماعت اس طرف پوری توجہ دے کر فرض شناسی سے کام لیں

امید ہے کہ دوست اس فریضہ کی طرف کما حقہٗ توجہ فرما کر عند اللہ ماجور ہوں گے اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے جملہ صاحبِ نصاب احباب کو اس فریضہ کی ادائیگی کے لئے توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

ناظر بیت المال قادیان

مشرقی افریقہ میں تبلیغی مساعی

بقیہ صفحہ نمبر ۲

Kazima سیکنڈری سکول میں "ہستی باری تعالیٰ" "قرآنی پیشگوئیاں" "حرمت لحم خنزیر" اور "عدم الوہیت مسیح" پر تقاریر کیں اور سامعین کے سوالات کے جوابات دیئے۔

گوردوارہ میں تقریر تھیوسوفیکل سوسائٹی کے ایک مبلغ M. D. M. Saint نے گوردوارہ میں "گوروؤں کا پیغام" کے موضوع پر تقریر کی۔ لیکن تقریر کے دوران دیدک دھرم کی تبلیغ کرنے چلے گئے۔ اور "ضرورتِ الہام" کی تردید میں بھی بعض باتیں بیان کیں۔ اس مجلس میں ہمارے مبلغ مکرم چودھری عنایت اللہ صاحب بھی موجود تھے۔ چنانچہ صاحب صدر (جو سکھ تھے) کی درخواست پر آپ نے بھی بعد میں تقریر کی جس میں مسٹر Saint کے اعتراضات کے مسکت جوابات دیتے۔ آپ نے یہ بھی بیان کیا کہ ہمارے نزدیک بھی گورو بابا نانک صاحب خدا کے بزرگ تھے۔ سکھ صدر صاحب نے بعد میں صدارتی ریمارکس کے دوران مکرم چودھری صاحب کی تقریر کو بہت سراہا اور آنحضرت صلعم کی شان کا اعتراف کیا۔

جلسہ سیرت النبی صلعم ۷ دسمبر کو ٹبورا کے مشن نے ایک عظیم الشان جلسہ سیرۃ النبی منعقد کیا۔ جس میں مکرم چودھری عنایت اللہ صاحب نے ایک گھنٹہ تک آنحضرت صلعم کی جنگوں اور آپ کے معجزات پر سواحیلی زبان میں تقریر کی۔ صدارت کے فرائض وہاں کے لیوالی صاحب نے انجام دیئے۔ آپ نے صدارتی ریمارکس میں مکرم چودھری صاحب کی تقریر کی بہت تعریف کی۔ اس اجلاس میں مکرم چودھری رشید احمد صاحب سرور نے سیرۃ کے موضوع پر اردو میں تقریر کی جسے اردو دانوں نے بہت پسند کیا۔

تعلیم و تربیت مکرم مولانا محمد منور صاحب مشنری انچارج ہر بدھ اور ہفتہ کو ملفوظات اور تفسیر کبیر کا درس بعد نماز مغرب سواحیلی اور اردو میں دیتے رہے نیز لٹائف رحمانیہ کا درس روزانہ بعد مغرب ہوتا رہا۔ خاکسار نے سواحیلی زبان میں روزانہ بعد فجر درسِ حدیث دینا شروع کیا جو اب تک جاری ہے۔ نیز خاکسار افریقن طلبہ کو عربی پڑھاتا رہا۔ ٹبورا میں مکرم چودھری عنایت اللہ صاحب بعد فجر سواحیلی زبان میں درس قرآن کریم دیتے رہے

اشاعتِ اسلام سواحیلی کتاب "اسباق الاسلام" ۵۰۰۰ کی تعداد میں شائع کی گئی اور سواحیلی اخبار Mapenziya Mungu نیروبی مشن کی طرف سے شائع ہوتا رہا۔

قبولِ احمدیت عرصہ زیر رپورٹ میں ۵۱ افراد نے بیعت کی الحمدللہ۔

غلبہ اسلام اور احمدیت کی بنیاد

"یاد رکھو! حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی کے مطابق اسلام کی فتح کی بنیاد، احمدیت کے غلبہ کی بنیاد، محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نام کو دوبارہ زندہ کرنے کی بنیاد روزِ ازل سے تحریک جدید کے ذریعہ قرار دی گئی ہے۔ ان پانچ ہزار سپاہیوں کی قربانیاں آئندہ دنیا میں ایک انقلاب برپا کریں گی۔ آئندہ یہ تحریک کیا شکل اختیار کرے گی اور اس کے کیا کیا نتائج رونما ہوں گے ان سب باتوں کو اللہ ہی جانتا ہے ہمارا کام صرف اتنا ہی ہے کہ اخلاص سے، محبت سے، انابت سے، اطاعتِ کامل کا نمونہ دکھاتے ہوتے، اور اللہ تعالیٰ کی طرف پورے تضرع اور ابتہال کے ساتھ جھکتے ہوئے قربانیاں کرتے جائیں۔ ہم اس کی رحمت اور فضل کے امیدوار ہیں"

تحریک جدید کے متعلق سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا مندرجہ بالا ارشاد پڑھ کر کون مخلص احمدی ہے جس کی جیب کو اسلام اور احمدیت کی سربلندی کے لئے جوش نہ آتے۔

وکیل المال تحریک جدید قادیان

لفظ توفی پر نئی بحث

از حضرت قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل۔ ربوہ

محترم قاضی محمد نذیر صاحب نے نظارت اصلاح و ارشاد کی طرف سے ایک کتاب شائع کی ہے جس میں ایک نئی قسم کے اعتراضات کا مسکت جواب اپنی ذہانت فطانت اور دیانت سے دیا ہے۔ معترض نے قرآنی آیات میں توفی کے معنے پکڑ دھکڑ اور جدا ہونا، ہجرت کر جانا کئے ہیں۔ اور ایک حدیث بھی پیش کی ہے جس میں دعوےٰ کیا ہے کہ اس میں یتوفاہ اللہ کے معنے وفات یا موت نہیں کئے جا سکتے۔ اس کتاب کا مطالعہ سب احمدی مناظروں اور علماء کے لئے ضروری ہے —— اکمل

درخواستِ دعا: ہم دو طلباء میٹرک کا امتحان دینے والے ہیں احباب ہماری کامیابی کے لئے دعا کر کے ممنون فرمائیں۔

میر عبد الرشید منصور و عبد المجید مظفر رشی نگر کشمیر

کولمبو۔ ۵؍ فروری لنکا کی وزیر اعظم شریمتی بھنڈار نائکے نے آج اعلان کیا کہ کولمبو میں میٹنگ کرنے والے ایشیائی افریقی ممالک بھارت اور چین کے جھگڑوں کے تصفیہ کے لئے ان کے درمیان بات چیت کا راستہ تلاش کرنے کا تہیہ کئے ہوئے ہیں۔ انہوں نے امید ظاہر کی کہ ان کی کوششوں کے نتیجہ میں غیر جانبداری کی پالیسی جس کا حال ہی میں کافی مضحکہ اڑایا گیا ہے مکمل طور پر درست ثابت ہوگی اور یہ ثابت ہو جائیگا کہ غیر جانبداری ایک جاندار طاقت ہے۔ انہوں نے ان خیالات کا اظہار لنکا کے یوم آزادی کے موقع پر ایک پیغام میں کیا۔ انہوں نے لنکا میں کم عقل اور غیر ممالک میں مفاد پرست پارٹیوں کا ذکر کیا جنہوں نے ان کے چین اور بھارت کے دورہ پر نکتہ چینی کی تھی۔

موشی (ٹانگانیکا) ۴؍ فروری ٹانگانیکا کی راجدھانی میں آج سے جو ایشیائی افریقی یکجہتی کانفرنس شروع ہوئی ہے اس کے سلسلہ میں وہاں پہنچا ہوا چینی وفد جارحیت پر اپنے حملہ کو حق بجانب قرار دینے کے سلسلہ میں پچھلے کچھ دنوں سے خوب زور شور سے پروپیگنڈہ کر رہا ہے۔ ان کے اس پروپیگنڈہ کا مرکز زیادہ تر وہ ممالک ہیں جو نئے نئے آزاد ہوتے ہیں اور جنہیں چین مالی امداد کے طور پر اقتصادی ترقی کے نام سے بڑی بڑی رقمیں پیش کر رہا ہے۔ اور انہیں بھارت سے بدظن کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ چینی وفد بھارت پر یہ الزام بھی لگا رہا ہے کہ وہ غیر جانبداری کی پالیسی ترک کر کے امپیریلسٹ کیمپ میں شامل ہوگیا ہے۔ کیونکہ اس نے مغربی ممالک سے فوجی اور اقتصادی امداد حاصل کی ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ ٹانگانیکا کے صدر مسٹر جولیس نیارے نے چین کے علاوہ بھارت اور روس کے لیڈروں کو بلا کر انہیں پرائیویٹ طور پر یہ کہا ہے کہ وہ کانفرنس میں ایسے متنازعہ سوال کھڑے کر کے ان کے ملک کی مہمان نوازی کا ناجائز فائدہ نہ اٹھائیں۔ معلوم ہوا ہے کہ چینی وفدوں نے روس کے خلاف بھی زبردست پروپیگنڈہ شروع کر رکھا ہے۔ پہلے تو روسی وفد خاموش رہا مگر اب اس نے بھی چین کو منہ توڑ جواب دینا شروع کر دیا ہے۔ جہاں تک چین کا تعلق ہے اسے بھارت کے خلاف اپنی پہلی ہی کوشش میں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا ہے اور وہ اس کانفرنس کی سالانہ رپورٹ سے کولمبو تجاویز کا ذکر خارج کرانے میں ناکام رہا ہے۔ اور نہ ہی بھارت چین کے جھگڑے میں امریکہ کی مداخلت کی مذمت کی تحریک کے سلسلہ میں کسی ملک نے اس کی حمایت کی ہے۔ کولمبو تجاویز کے سلسلہ میں بھارت کے نظریہ کے متعلق مصر یا انڈونیشیا کی طرف سے کانفرنس میں ایک ریزولیوشن پیش کیا جا رہا ہے۔

موشی۔ (ٹانگانیکا) ۴؍ فروری۔ یہاں ایشیائی اور افریقی ملکوں کی یکجہتی کے لئے جو کانفرنس منعقد ہو رہی ہے بھارتی وفد نے اس میں چینی جارحیت کا سوال اٹھانے کا پختہ فیصلہ کر رکھا ہے۔ بھارتی وفد کے ترجمان ڈاکٹر گوپال سنگھ نے اخباری نمایندوں کو بتایا کہ اگر ہم چینی جارحیت کا سوال کسی نہ کسی شکل میں اٹھانے کے خواہشمند نہ ہوں تو کانفرنس میں ہماری شرکت بے کار ہوگی حقیقت یہ ہے کہ اس سوال کو کسی نہ کسی شکل میں ضرور زیر بحث لایا جائے گا۔ ہمیں علم ہے کہ چینی وفد یہ سوال اٹھائے جانے کے خلاف ہے لیکن ہماری پوزیشن اس کے الٹ ہے۔ بھارتی حلقوں نے بتایا ہے کہ پنڈت نہرو کا نفرنس کو جو پیغام بھیجیں گے اس میں چین کا نام لئے بغیر بھارت کے خلاف حالیہ جارحانہ کارروائی کا ذکر ہوگا۔ بھارتی وفد چاہتا ہے کہ کانفرنس چینی جارحیت کی مذمت کرنے کا ریزولیوشن پاس کرے۔ اور چین کو کولمبو کانفرنس کی تجاویز پورے طور پر منظور کر لینے کی تلقین کرے۔

کلکتہ۔ ۴؍ فروری۔ روس اور بھارت میں عنقریب ماسکو میں ایک ایسے معاہدہ پر دستخط ہوں گے جس کے تحت دونوں ملکوں میں ہر سال ایک ارب روپے کے مال کا تبادلہ ہوگا یہ انکشاف آج روس کے وزیر تجارت نے ٹوکیو جاتے ہوئے یہاں ایک انٹرویو میں کیا۔ انہوں نے کہا کہ بھارت کی عالمی تجارت کے وزیر منو بھائی شاہ نئے معاہدہ پر دستخط کرنے کے لئے عنقریب ماسکو جائیں گے۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ بھارت اور روس کی موجودہ تجارت میں توسیع کرنے کے لئے روس کا تجارتی وفد بھارت آ رہا ہے

لندن۔ ۴؍ فروری۔ روس نے چینی کمیونسٹوں پر بھارت کے خلاف بلا اشتعال حملہ کا الزام لگایا ہے۔ اور انہیں وارننگ دی ہے کہ روس مرکانہ بھارت کے ساتھ کئے گئے تمام فوجی اور سیاسی وعدے پورے کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ روسی پالیسی پر چین کی نکتہ چینی کے جواب میں روس نے دیگر کمیونسٹ پارٹیوں کو جو چند خطوط بھیجے ہیں، ان میں چین کے اس رویہ کی مذمت کی گئی ہے۔ ایک کمیونسٹ ملک کی راجدھانی میں ایک معتبر حلقہ نے کہا ہے کہ اگر چینیوں نے اپنی غلطی کا اعتراف کرنے سے انکار کیا تو روس کا خط پبلک طور پر ان کی مذمت کا ذریعہ بن جائیگا۔ روس کی یہ شکایت ہے کہ اگرچہ اس نے کئی بار ثالثی کی پیشکش کی تھی مگر چینیوں نے بھارت پر حملہ سے پہلے روس کو آگاہ نہ کیا اس بلا اشتعال حملہ سے روس کی پوزیشن نازک ہو گئی ہے میکموہن لائن چاہے جائز ہے یا ناجائز ہے مگر جنگ شروع کرنے کی کوئی وجہ نہیں کیونکہ اس سے بھارت سامراجیوں کے ہاتھ میں چلا جائے گا۔ بھارت سرکار نے حقیقی آزادی حاصل کرنے کے لئے سخت جدوجہد کی اور ۱۹۵۷ء سے اس نے روس کے ساتھ دوستانہ تعلقات قائم کئے چین کو اس کا علم تھا اور وہ جانتا تھا کہ روس نے بھارت کو ہتھیار مہیا کرنے تھے۔ اور یہ امریکہ و برطانیہ کی بھاری شکست تھی۔ اس صورت حال کے باوجود چین نے روس سے اس حملہ میں مدد مانگی جو اس نے خود کہا تھا۔ ایسی صورت حال میں ہمارا جو رویہ رہا اس سے مختلف کیسے ہو سکتا تھا۔ روس نے کہا ہے کہ اس نے بار بار چین سے درخواست کی تھی کہ وہ اپنی فوجی کارروائیاں بند کر دے۔ ہم بھارت کو امریکہ اور برطانیہ سے فوجی امداد مانگنے سے روکنا چاہتے تھے جو کہ کئی سالوں سے اس موقعہ کی تلاش میں تھے۔ آخر میں چینیوں نے جو اپنے آپ کو کمیونسٹ کہتے ہیں یہ موقعہ مہیا کر دیا۔ غالباً شری کرشنا مینن کا ذکر کرتے ہوئے خط میں کہا گیا کہ ہم نے بھارتی لیڈروں میں ایک وفادار ساتھی کھو دیا ہے۔ کیونکہ وہ ہماری امداد پر انحصار رکھے ہوئے تھے۔ روس نے کہا کہ اس کے پاس چینی حملوں کے دوران بھارت کو ہتھیاروں کی سپلائی رد کرنے کے سوائے کوئی چارہ نہ تھا۔ لیکن چینیوں کے حملے بند ہو نے کے بعد روس اس نتیجہ پر پہنچا کہ بھارت سے کئے گئے وعدے پورے نہ کرنے کی کوئی وجہ جواز نہیں روس اب بھارت سے کئے گئے وعدے پورے کر رہا ہے۔ اور کرتا رہے گا۔ اس کو امید ہے کہ چین جارحیت سامراجیوں کے لئے چھوڑ دے گا۔ اور بھارت کے ساتھ مساوات کے آدھار پر پُرامن طور پر بات چیت کرے گا۔ کیا چین نہیں جانتا کہ اگر کوئی نیا حملہ کیا تو امریکہ اور برطانیہ بھارت کو دھڑا دھڑ فوجی امداد دیں گے۔

راولپنڈی۔ ۴؍ فروری۔ پاکستان کے وزیر قانون مسٹر خورشید احمد نے آج اخباری نمایندوں سے بات چیت کرتے ہوئے اس امر کی تصدیق کی کہ پاکستان اسمبلی کے ڈھاکہ سیشن میں آئین میں ایک ترمیم پیش کی جائے گی جس کے ذریعے مملکت پاکستان کا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان رکھ دیا جائے گا۔ پاکستان کا یہ نام پہلے بھی رکھا گیا تھا مگر ۱۹۵۷ء میں آئین سے یہ نام خارج کر دیا گیا تھا۔

چنڈیگڑھ۔ ۴؍ فروری۔ سرکاری طور پر بتایا گیا ہے کہ پنجاب میں اب تک ۵ کروڑ ۴۴ لاکھ روپے قومی ڈیفنس فنڈ میں جمع ہوئے ہیں۔ فنڈ میں چندہ دینے والوں میں ضلع فیروز پور پہلے اور ضلع حصار دوسرے نمبر پر ہے۔ ضلع فیروزپور میں ۵۳ لاکھ روپے اور ضلع حصار میں ۵۲ لاکھ ۱۱ ہزار روپے جمع کئے ہیں۔ ایک لاکھ ستر ہزار نو سو گرام سونا اب تک فنڈ کے لئے جمع ہوا ہے اور ایک کروڑ ۳۲ لاکھ ۱۸ ہزار ۲۰۰ روپیہ کے ڈیفنس بانڈ خریدے جا چکے ہیں۔

نئی دہلی۔ ۴؍ فروری۔ تکنیکی ہندوستانی کے ڈیفنس ماہرین اس سوال پر غور کر رہے ہیں کہ ہندوستان کے تین ہزار میل لمبے ساحل کی حفاظت کے لئے ہندوستان کے جنگی بیڑے میں آبدوز کشتیوں کا اضافہ کرنے کی ضرورت ہے۔ چونکہ آبدوز کشتیوں کے اخراجات زیادہ ہوتے ہیں اور اس کے جہازیوں کو خاص قسم کی تربیت دینے کی ضرورت ہوتی ہے اس لئے آج تک ان آبدوزوں کو بحری بیڑہ میں شامل کرنے کا معاملہ زیر بحث نہیں آیا مگر اب ماہرین اس مسئلہ پر دوبارہ غور کر رہے ہیں کیونکہ چین کے پاس دو تین آبدوزیں ہیں جو آسانی سے ہندوستان کے سمندروں میں استعمال کی جا سکتی ہیں۔ کچھ عرصہ سے ہندوستان کے بحری بیڑہ کے ماہرین آبدوزوں کے ڈیزائن وغیرہ تیار کرنے کے مسئلہ پر غور کرتے رہے ہیں۔ لیکن کوئی قطعی فیصلہ نہ ہونے کے باعث اس منصوبہ پر کام زیادہ نہ ہو سکا تھا۔ اب جب کہ ہنگامی حالت پیدا ہو گئی ہے اس بات کی ضرورت ہے کہ انڈین نیوی کو سدھارا جائے۔ ماہرین یہ محسوس کرتے ہیں کہ ہندوستان کے بحری بیڑہ میں جہاں فائر نگ کی قوت میں اضافہ ہونا چاہیئے وہاں اس کی نقل و حرکت کی صلاحیتیں بھی زیادہ ہونی چاہیئیں۔

گنگٹوک۔ ۴؍ فروری۔ تبت میں چینی حکام نے چینیوں کی نقل و حرکت پر پابندی لگا دی ہے۔ ایک پرمٹ سسٹم جاری کیا گیا ہے جس کا مقصد تبت میں چینی شہریوں کی نقل و حرکت پر کنٹرول کرنا ہے۔ اگر چینیوں کو اپنے کام کی جگہ سے سات میل سے زیادہ دور جانا پڑے تو انہیں حکام سے پرمٹ لینا پڑتا ہے اس کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ بہت سے چینی شہری گذشتہ چھ مہینوں میں تبت سے غائب ہو گئے اور واپس چین چلے گئے کیونکہ وہ تبت کی کٹھن زندگی سے پریشان ہو گئے تھے۔